



اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

چھٹا اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقد ہے 06 نومبر 1997ء بہ طبق 05 رب المجب 1418ھ بروز جمعrat۔

نمبر شار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک اور ترجمہ	03
2	مشترکہ مذمتی قرارداد مجاہب: مولوی نصیب اللہ، ڈپٹی اسپیکر۔	04
3	دعائے مغفرت۔	04
4	وقفہ سوالات۔	04
5	رخصت کی درخواستیں۔	13
6	قرارداد نمبر 1 مجاہب: میر عبدالکریم نوشیر وانی، رکن اسمبلی۔	18
7	قرارداد نمبر 34 مجاہب: میر جان محمد خان جمالی، رکن اسمبلی۔	23
8	قرارداد نمبر 35 مجاہب: میر جان محمد خان جمالی، رکن اسمبلی۔	28
9	قرارداد نمبر 39 مجاہب: جناب عبدالرحیم خان مندوخیل، رکن اسمبلی۔	34

ایوان کے عہدیدار

اپسیکر میر عبدالجبار

ڈپٹی اپسیکر مولوی نصیب اللہ

ایوان کے افسران

جناب اختر حسین خاں سیکرٹری اسمبلی

جناب محمد عظیم داوی۔ ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب ممتاز حسین چیف رپورٹر



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ منعقدہ 06 نومبر 1997ء بھطابق 05 رجب المربج 1418ھ بروز جمعرات شام 04 بجکر 30 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالجبار خان، اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

مولانا عبدالستین آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هُنَّ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ هُنَّ مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ هُنَّ إِلَيْكَ نَعْبُدُ وَإِلَيْكَ
نَسْتَعِينُ هُنَّ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ هُنَّ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ هُنَّ
غَيْرُ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ هُنَّ

(پارہ نمبر اسورة الفاتحہ آیات نمبر ۱ تا ۷)

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا سارے جہان کا۔ بے حد مہربان نہایت رحم والا۔ مالک روزِ جزا کا۔ تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ بتلا ہم کو راہ سیدھی۔ راہ اُن لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا، جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔ وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

جناب اپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ مشترکہ مذمتی قرارداد مخابنگ مولوی نصیب اللہ، ڈپٹی اپیکر صاحب، مولانا امیر زمان، سینئر صوبائی وزیر، حاجی بہرام خان اچکزئی، وزیر آپاٹشی و برقيات! آپ میں سے کوئی ایک معزر کرن یہ قرارداد پیش کریں۔

مولوی نصیب اللہ (ڈپٹی اپیکر): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی کا یہ ایوان جامعہ مسجد بنوری ٹاؤن کراچی کے علماء مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار، مفتی عبدالسیع ناظم جامعہ بنوری ٹاؤن اور ان کے ڈرائیور کے بھیانہ قتل کے واقعہ پر گھرے رنج و غم کا اعلیٰ ہار کرتا ہے۔ اور اس واقعہ کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ نیز یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملے میں ملوث افراد کو گرفتار کر کے عبرت ناک سزا دی جائے۔ یہ ایوان مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار کی شہادت پر گھرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے خاندانوں کو یہاں گہانی صدمہ برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ مولانا صاحب! دعائے مغفرت فرمائیں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اپیکر: وقفہ سوالات۔ میر عبدالکریم نوشیر وانی سوال نمبر پڑھیں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: جناب اپیکر! مسٹر صاحب موجود نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ ڈیلفر کر دیں۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: مسٹر صاحب موجود نہیں ہیں ان کو ڈیلفر کر دیں۔

جناب اپیکر: Question No.140 ڈیلفر ہوا۔ اور اسی طرح سوال نمبر 141 اور سوال نمبر 144۔ 143۔

ان سوالوں کا تعلق بھی پیلک ہیتھ سے ہیں چونکہ مسٹر صاحب موجود نہیں ہیں لہذا ان سوالوں کو defer کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 206 مسٹر عبدالرحیم خان کا سوال ہے، جو اس کا تعلق وزیر پیلک ہیتھ سے ہے۔ اور آپ کا جواب آیا ہوا ہے۔ اس کو ڈیلفر کر دیں، اس کو بھی ڈیلفر کر دیا گیا۔ ٹھیک جی۔ سوال نمبر 221 میر جان محمد جمالی صاحب اس کا تعلق بھی وزیر پیلک ہیتھ سے ہیں لہذا یہ سوال بھی ڈیلفر کرتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 167۔ میر عبدالکریم خان نوشیر وانی۔

میر عبدالکریم خان نوشیر وانی: سوال نمبر 167۔

جناب اپیکر: سوال نمبر 167۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: جناب جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆**میر عبدالکریم نوشیر وانی:**

کیا وزیر ملا زر ہبھائے امور انتظامیہ از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

سال 1993ء تا 1996ء کے دوران کل کتنی مالیت کی کہن کہن ماؤں کی کل کتنی نئی گاڑیاں کہن کہن کمپنی سے خریدی گئی ہیں۔ نیز محکمہ کے پاس اسی مدیں پہلے سے موجود نیلام کردہ گاریوں کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر ملازمتہائے امور انتظامیہ: سال 1993ء تا 1996ء کے دوران کل 36,10,643 روپے مالیت کی 24 نئی گاڑیاں جن کمپنیوں سے خریدی گئی ہیں ان کی تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: ضروری سوال جواب والا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سوال پڑھ لیں، کیونکہ آپ تازہ دم ہو کر اسمبلی میں آئے ہیں آپ کا پہلا دن ہے۔ تھوڑا سا شکر ہونا چاہے مسٹر مندو خیل۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: میرے خیال میں کریم صاحب پڑھ سکتے ہیں اتنا بھی ان پڑھنیں ہیں کہ وہ اردو کو بھی نہیں پڑھ سکے۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جناب آپ تازہ دم ہو کر اسلام آباد سے آپ پڑھ لیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں پڑھا ہوا تصور کیا گیا۔ جی میں نے کہہ دیا۔ ضمنی سوال کریں۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: جناب وزیر صاحب next میں کیا پروگرام ہے نئے گاڑیوں کے پر چیز کی۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (صوبائی وزیر): نئے گاڑیوں کی بھی اگر ضرورت پڑی تو پر چیز کریں گے لازماً حکومت چلانے کیلئے کسی چیز کی انتہائی ضرورت اگر ہوگی۔ اور اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ گاڑیوں کے پر چیز اور غیر ترقیاتی اخراجات کم رکھیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: ضمنی سوال۔ ایک طرف آپ دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ پسمندہ صوبہ ہے وسائل نہیں ہیں۔

دوسری طرف آپ کہتے ہیں کہ میں نئی گاڑیاں لینڈ کروز رپینتا لیس اور پیچاں لاکھ پر پر چیز کرتا ہوں۔ تو میرے خیال میں یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ انہی کو repair کر کے چلائیں؟

شیخ جعفر خان مندو خیل (صوبائی وزیر): میں نے پہلے سے جیسے اسپیکر صاحب بتائے ہیں کہ ہم انتہائی کوشش یہ کریں گے کہ غیر ترقیاتی اخراجات کو ہم کم سے کم رکھیں۔ اور گاڑیوں کے پر چیز کو کم رکھیں۔ اگر انتہائی ضروری ہوئی تو شاید پر چیز کرنا پڑے۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: ضمنی سوال۔ کل نئے منسٹر صاحبان نے گاڑی واپس کر دی کہ ہمیں نئی گاڑی چاہئے، آیا یہ درست ہے؟

شیخ جعفر خان مندو خیل (صوبائی وزیر): کیا اس سوال سے اس کا تعلق ہے۔ لازماً ایسی گاڑیاں ہیں وہ گھر تک جانے کی

قابل نہیں تھی، لازماً کچھ منстроں نے کہا ہے۔

جناب اسپیکر: جی

میر عبدالکریم نوшیر وانی: ضمنی سوال۔ اگر اس صوبے کے لئے آپ مخلص ہیں۔ صوبے میں وسائل نہیں ہیں تو مہربانی کریں انہی کو چلانیں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (صوبائی وزیر): ابھی تک تو اسی کو چلا رہے ہیں نئی نہیں لی ہیں۔ کوشش یہ کریں گے کہ انہی کو چلنے کے کابل ہوں اُن کو repair کر کے چلانیں۔

میر عبدالکریم نوшیر وانی: جناب اسپیکر سوال ہے کہ کل جوانہوں نے گاڑیاں واپس کر دی۔۔۔ (مداغلت) سید احسان شاہ: جناب اسپیکر! ضمنی سوال کی گنجائش ہے۔ لیکن میرے دوست شاید چار۔ پہلے روز بتا دیں کس روڑ کے تحت آپ سوال پوچھ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: سید احسان شاہ صاحب! پورے ہاؤس کا داد لیں۔ پروانہیں پانچ کر لیں کوئی بات نہیں۔

میر عبدالکریم نوшیر وانی: جناب! آپ اپوزیشن کا گلہ نہیں دبائیں، یہ ہمارا جمہوری حق ہے۔ ہمیں بات کرنے دیں۔ جناب اسپیکر: نوшیر وانی صاحب! ہو گیا۔ اگلہ سوال۔ سوال نمبر 216، میر جان محمد جمالی۔

میر جان محمد خان جمالی: سوال نمبر 216۔

جناب اسپیکر: ہاں جی۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (صوبائی وزیر): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 216 میر جان محمد خان جمالی:

کیا وزیر ملازمت ہائے وامور انتظامیہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) 21 فروری 1997ء تا تاحال مکملہ متعلقاتہ اور اسکے زیر انتظام تمام مسئلہ مکملہ جات و پروجیکٹس (گاگر ہوں) میں کتنے گز یڈ آفیسر ان و نان گز یڈ الہکاروں کے تبادلے کر دیئے گئے ہیں ان کے نام، عہدہ، مقام تبادلہ اور مقام عہدہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے نیز کیا ان تبادلوں میں الہیت، تجربہ اور گریڈ کا خیال رکھا گیا ہے؟

(ب) مذکورہ بالا تبدیل کردہ آفیسر ان والہکار ان اپنے اسمیوں پر کتنے عرصے سے تعینات تھے۔ نیز کیا ان تبادلوں میں الہیت، تجربہ اور گریڈ کا خیال رکھا گیا ہے۔

(ج) مذکورہ تبدالوں میں ٹی اے کی مد میں کل کتنی رقم ادا کردی گئی ہے نیز ہر آفیسر والہکار کو ادا کردہ سفر خرچ کی علیحدہ علیحدہ رقم کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر ملاز متھاے و امور انتظامیہ:

(الف) مذکورہ آفیسران، اہلکاران کے تابدے رائج پالیسی پر عمل کرتے ہوئے الہیت، تجربہ اور گرید کو مد نظر رکھتے ہوئے عمل میں لائی گئی ہے۔ جن کی تفصیل خیم ہے۔ لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) مذکورہ آفیسران و اہلکاران کی تعیناتی الہیت کی بنیاد پر عمل میں لائی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ آفیسران کے تابدوں کے ضمن میں اٹھنے والے اخراجات کا کل تخمینہ - 1135,992 روپے ہیں۔ ان کی تفصیلات فہرست بالا کی کالم نمبر 10 میں علیحدہ علیحدہ درج ہیں۔ جن کی تفصیل خیم ہے۔ لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی کوئی ضمنی سوال۔

میر جان محمد خاں جمالی: جناب اسپیکر! آج پہلے دن ہی مনسٹر سروہ بزوہ خود وزیر علی ہے اب تک تو جعفر خان صاحب کی ذمہ داری لگادی ہے۔ لیکن گزارش ہے کہ جس طرح پوسٹنگ ٹرانسفر ہوتا رہا ہے پچھلے سات ماہ میں، میری گزارش ہے کہ ابھی اس پر کچھ رکاوٹ آئے۔ آفیسروں کو تھوڑا استایانہ جائے کہ وہ کام کر سکے اور میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ ابھی کچھ good governance کی طرف چلتے ہیں تو امید ہے کہ آپ کے وزیر بننے سے اور ہمارے وزیر اعلیٰ کے ساتھ آنے سے ہم اپنا غصہ اپنے آفیسروں پر نہیں نکالیں گے آفیسروں سے کام لے لیں ایک طریقہ کار سے۔ اسی سلسلے میں وضاحت کریں گے کہ کوئی پالیسی آپ نے بنائی۔

جناب اسپیکر: جی

شیخ جعفر خان مندوخیل (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! حکومت میں تو ہم آج ہی آئے ہیں۔ پہلی کابینہ میٹنگ attend کی ہے لیکن لازماً جب ہماری ایک ٹیم اس میں شامل ہوئی ہے۔ اور ہماری کوشش ہوگی کہ ہم good governance کی طرف مکن ہو، ہم مزید جائیں گے۔ اور یہ ٹرانسفر وغیرہ کا ہم کم سے کم ہی رکھا جائے۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی: ہم بھی دعا کیں دینے کے آپ ٹرانسفر اور پوسٹنگ کے سوا اور بھی کام بلوچستان کے لئے کریں۔ یہ ٹرانسفر اور پوسٹنگ صرف اور صرف آپ کے خلاف ہے۔ جو کہ حکومت کے خلاف ہے۔ اُن کو مہربانی کریں یہ نو میں آپ لوگوں کی حکومت صرف پوسٹنگ اور ٹرانسفر تک محدود رہی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ٹرانسفر اور پوسٹنگ پر پورے ملک کو نقصان ہوگا۔ ان علاقوں کے لوگوں کا بھی نقصان ہوگا۔ اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: سوال کوئی نہیں ہے یہ ان کی رائے ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (صوبائی وزیر): آپ کی رائے کی میں تائید کرتا ہوں، انشاء اللہ ہم کو شش کریں گے کہ کنٹرول ہی

رکھیں۔

جناب اپیکر: next Question عبد الرحمن خان مندوخیل۔

جناب عبد الرحمن خان مندوخیل: سوال نمبر 212۔

جناب اپیکر: سوال نمبر 212۔ یہ وزیر راعت کا جواب کون دینگے۔ آپ دینگے مندوخیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (صوبائی وزیر): جی میں دونگا۔

جناب اپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (صوبائی وزیر): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 212 مسٹر عبد الرحمن خان مندوخیل:

کیا وزیر راعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1990ء تا 1997ء کے دوران مکملہ زراعت میں گرید 17 کے کتنے ملازمین تعینات ہوئے ہیں۔

تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعمولیت، تعلیمی کوائف، تاریخ تعیناتی، جائے تعیناتی اور ضلع رہائش کی تفصیل دی جائے۔

(ب) مذکورہ تعیناتیوں کے لئے بنیادی شرائط کیا رکھی گئی تھیں اور کیا مذکورہ اسامیوں کی عام تشریف کی گئی ہے۔ اگر جواب اثبات میں وتو کرن کن اخبارات و رسائل میں اگر نہیں تو کیوں؟

(وزیر راعت کی جگہ شیخ جعفر خان مندوخیل نے جواب دیا)

(الف) مکملہ زراعت و ریسرچ ونگ میں کل 182 گرید 17 تک کے ملازمین 1990ء تا 1997ء کے دوران بھرتی کیئے گئے جن کی تفصیل کی فہرست ضخیم ہے لہذا اسمبلی لا بیریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) گرید 17 کے ملازمین کی تعیناتی کے لئے بنیادی شرط BSc، MSc، BSc زراعت کی بنیاد پر رکھی گئی تھی ان اسامیوں کی تشریف قومی اخبارات میں کی گئی تھی اور تعیناتی بلوچستان پبلک سروس کمیشن کے توسط سے ہوئی۔

(ج) گرید 15 تک کے ملازمین کی تعیناتی حکام بالا کی سفارش پر کی گئی جس کی تفصیل مذکورہ بالا فہرست کی کیفیت کے کام میں درج ہے اور کسی اخبار یا رسائل کے ذریعے تشریف نہیں کی گئی۔

جناب اپیکر: کوئی ضمنی؟

جناب عبد الرحمن خان مندوخیل: جناب والا! جواب میں آیا ہے۔ ہم نے پوچھا ہے جزو (ب) کہ شرائط کیا تھیں اور کیا

اشتہار ان سروں کا دیا گیا ہے۔ تو اس میں واضح ہے۔ ہے بھی ایسا۔ اور انہوں نے تسلیم بھی کیا ہے۔ کہ اس میں یعنی انہوں

نے کوئی اشتہار نہیں دیا ہے۔ حکام بالا کے حکم پر تعیناتی ہوئی ہے تو اس میں ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ جب قواعد و ضوابط کے خلاف بھرتیاں ہوتی ہیں۔ اشتہار نہیں دیا جاتا تو اس میں اس اقدام کی transparency ختم ہوتی ہے اور اس میں کرپشن کا موقع ہوتا ہے اقرباء پروری ہوتی ہے، میرٹ کے خلاف عمل ہوتا ہے۔ اسلئے ہم گورنمنٹ سے امید کرتے ہیں وزیر صاحب سے کہ ہمیں یہ یقین دہانی کریں کہ آئندہ کے لئے اس میں قواعد و ضوابط کا بالکل خیال رکھیں اور کرپشن اور اقرباء پروری کے خلاف اقدام کریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر عبدالرحیم صاحب کے سوال کے جواب نہیں نے وضاحت مانگی ہے میں یہ کہوں گا کہ انشاء اللہ جو بھرتیاں ہو گئی ہیں وہ تو ہو گئی ہیں۔ اور اکثر اُس میں انہیوں نے دی ہے وہ بھی ہم cover کر لیں گے۔ آئندہ کیلئے ہم یقین دہانی کرتے ہیں کہ بغیر قواعد و ضوابط یا جو طریقہ کاربھرتی کے لئے دیا گیا ہے یہ ہماری حکومت کا عزم ہے کاؤس کے مطابق ہم کرتے رہیں گے۔ ابھی تو ملازمت پر پابندی ہے۔

جناب اسپیکر: مسٹر عبدالرحیم خان اگلا سوال۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: سوال 244۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (صوبائی وزیر): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 244 **جناب عبدالرحیم خان مندوخیل:**

کیا وزیر راعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں زرعی پیداوار کو مزید منافع بخش بنانے کے لئے کوڈسٹور تج اور فوڈ پر اسینگ پلانٹ اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبے میں زرعی پیداوار کے لئے کوڈسٹور تج اور فوڈ پر اسینگ پلانٹ موجود نہیں ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت زرعی پیداوار کو مزید منافع بخش بنانے کیلئے کوڈسٹور تج اور فوڈ پر اسینگ پلانٹ کے قیام کے لئے ثبت اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یا ایسا کوئی منصوبہ زیر غور ہے۔ اگر جواب نہیں میں ہے تو وجہ بتائی جائے۔

(وزیر راعت کی جگہ شیخ جعفر خان مندوخیل نے جواب دیا)

(الف) یہ درست ہے کہ بلوچستان میں زرعی پیداوار کو مزید منافع بخش بنانے کیلئے کوڈسٹور تج اور فوڈ پر اسینگ پلانٹ اہم کردار ادا کر سکتے ہیں کیونکہ زیادہ پیداوار جب ضرورت سے فاضل ہو تو اسے سرداخانے میں مناسب وقت تک رکھنے کے لئے اور پھر منڈی میں لانے سے کاشتکاروں کو اچھا معاوضہ مل سکتا ہے۔

(ب) صوبہ بلوچستان میں فی الوقت کوئٹہ میں دوا اور ایک لورالائی میں موجود ہے کوئٹہ کا ایک سٹور بند ہو چکا ہے جب کہ دوم بنام ”سفینہ“ جو کرنا کافی ہے چل رہا ہے۔ لورالائی میں کولڈ سٹور مکمل ہو چکا ہے۔ گزشتہ وزیر اعلیٰ کے حکم کے مطابق دو مرتبہ نیلامی کے لئے مشتہر کی جا چکی ہے لیکن تاحال کسی فرم یا شخص نے بولی میں شرکت نہیں کی البتہ تیسری مرتبہ تمام قومی اخبارات میں مشتہر کی جاری ہی ہے تاکہ مناسب پارٹی اسکو چلائے۔

(ج) یہ امر حکومت بلوچستان کے زیر غور ہے کہ جب موجودہ فروٹ سبزی منڈی بمقام ہزار گنجی منتقل ہو جائے گی تو لورالائی کو ڈسٹریچ کو مناسب بولی دہنہ کے حوالے کیا جائے گا تاکہ ہزار گنجی میں اسے منتقل کیا جاسکے۔ مناسب کولڈ سٹور بمقام ہزار گنجی موجود ہے اور کافی اشخاص اسکے لئے درخواست بمقام ہزار گنجی دے چکے ہیں۔

جناب اسپیکر: any supplementary please

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب! اس میں جواب دیا گیا ہے اس میں یہ ہے کہ صوبہ بلوچستان میں فی الوقت کوئٹہ میں دوا اور ایک لورالائی میں موجود ہے۔ سوال ہمارا تھا کوئی سٹور تج اور اس کے ساتھ فوڈ پر اسیستنگ پلانٹ تو انہوں نے میں جواب دیا ہے۔ کوئٹہ کا ایک سٹور بند ہو چکا ہے جبکہ دوم بنام سفینہ جو نا کافی ہے چل رہا ہے۔ لورالائی میں کولڈ سٹور مکمل ہو چکا ہے، گزشتہ وزیر اعلیٰ کے حکم کے مطابق دو مرتبہ نیلامی کے لئے مشتہر کی جا چکی ہے لیکن تاحال کسی یا شخص نے بولی میں شرکت نہیں کی۔ البتہ تیسری مرتبہ تمام قومی اخبارات میں مشتہر کی جاری ہی ہے تاکہ مناسب پارٹیز اس کو چلائیں۔ جزو (ج) میں اس بات کو میں نہیں سمجھ سکا ہوں یہ ہماری حکومت بلوچستان کی زیر غور ہے کہ موجودہ فروٹ سبزی منڈی بمقام ہزار گنجی منتقل ہو جائیگی تو لورالائی کوئی کولڈ سٹور کو مناسب بولی دہنہ کے حوالے کیا جائیگا۔ تاکہ ہزار گنجی میں اسے منتقل کیا جاسکیں۔ مناسب کولڈ سٹور بمقام ہزار گنجی موجود ہے۔ اور کافی اشخاص نے درخواست بمقام ہزار گنجی دے چکے ہیں۔ جبکہ جزو (ب) میں کہا ہے کہ صرف کوئٹہ میں اور ایک لورالائی میں۔ اور اب یہاں کہا ہے کہ لورالائی کے کولڈ سٹور تج کیلئے بولی کیلئے رکھا جائیگا تاکہ وہ ہزار گنجی تبدیل ہو۔ تاکہ ہزار گنجی میں اسے منتقل کیا جاسکے۔ مناسب کولڈ سٹور بمقام ہزار گنجی موجود ہے۔ جناب اگر کوئی ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (صوبائی وزیر): عبدالرحیم صاحب کے سوال کے میں یہ جواب دوں گا۔ یہ مس پرنگ ہے۔ یہ کوئٹہ میں تو وہی دو کولڈ سٹور تج پلانٹ ہے جو پرانیویٹ سیکٹر میں ہے۔ ایک چل رہا ہے اور ایک نہیں چل رہا ہے۔ اور لورالائی میں ہے یہ گورنمنٹ نے بنایا ہے اس کو ہم لوگ disinvest کر رہے ہیں۔ جس وقت بھی کوئی بولی آئیگی لازماً مجھے نے جو دیا ہوا ہے کہ لورالائی میں شاید اس کی feasibility نہیں ہو۔ کوئٹہ میں وہ پارٹی اگر وہ اپنے صواب دیدی پر منتقل کر گی۔ لہذا گورنمنٹ نہیں کر گی۔ ہزار گنجی میں پلانٹ موجود ہے۔

جناب اسپیکر: مسٹر عبدالرحیم خان مندوخیل اگلے سوال۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: سوال نمبر 245۔

جناب اسپیکر: جی مندوخیل صاحب۔ سوال نمبر 245۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (صوبائی وزیر): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 245☆ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل:

کیا وزیر راعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1988ء تا مئی 1997ء کے دوران صوبے کے خرچ پر کتنے آفیسر انجینئروں اور دیگر اسٹاف کو اندر وون و بیرون ملک وظیفوں پر اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے بھیجا گیا ہے ان کے نام بمعہ ولدیت، تعلیمی کوائف، تاریخ تعلیماتی و جائے تعلیماتی اور ضلع و رہائش کی تفصیل دی جائے۔ نیز ہر آفیسر، انجینئر و دیگر اسٹاف پر آمدہ خرچ کی فرداً فرداً تفصیل دی جائے؟

(ب) مذکورہ وظائف پر بھیجنے کے لئے بنیادی ضروری شرائط کیا کہی گئی ہیں نیز کیا مذکورہ وظائف کی عام تشہیر کی گئی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کن اخراجات و رسائل اور اُن وی کے کن پروگراموں کے ذریعے تشہیر کی گئی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(وزیر راعت کی جگہ شیخ جعفر خان مندوخیل نے جواب دیا)

(الف) سال 1988ء تا مئی 1997ء کے دوران صوبے کے خرچ پر مکمل راعت بلوچستان سے کسی آفیسر کو وظیفہ پر اعلیٰ تعلیم کے لئے اندر وون و بیرون ملک نہیں بھجوایا گیا تاہم علمی بینک کے تعاون سے شروع کیئے گئے زرعی تحقیقاتی منصوبہ (مرحلہ دوم) کے تربیتی پروگرام کے تحت جن آفیسر ان کو اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے زرعی تحقیقاتی ادارہ سریاب اور مکملہ امور حیوانات سے بیرون ملک بھوائے گئے، ان کی فہرست ضخیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) تفصیل گرید 17 و بالا آفیسر ان جنہوں نے ملکی و بیرونی ملک تربیتی سرکاری دوروں میں مکملہ راعت بلوچستان توسعی میں شرکت کی ان کی فہرست ضخیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: ضمنی سوال۔ جی ضمنی سوال کوئی نہیں ہے۔ میر جان محمد خان جمالی۔

میر جان محمد خان جمالی: سوال نمبر 231۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر 231۔ جی جواب کس نے دینا ہے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (صوبائی وزیر): جناب جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 231☆ میر جان محمد خان جمالی:

کیا وزیر راعت از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) 21 فروری 1997ء تا حال مکملہ متعلقہ اور اس کے زیر انتظام تمام مسلکہ مکملہ جات و پراجیکٹس (اگر ہوں) میں کتنے گزر بیڈاہ کاروں کے تبادلے کر دیئے گئے ہیں ان کے نام اور مقام تبادلہ عہدہ اور تعیناتی کی تفصیل دی جائے نیز کیا ان تبادلوں میں اہلیت و تجربہ اور گرید کا خیال رکھا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ بالاتبدیل کردہ آفیسران والہکاران اپنی اسمیوں پر کتنے عرصہ سے تعینات تھے نیز کیا آفیسرز والہکار نئے عہدوں پر تعیناتی کے اہل تھے اور اپنے پیشوں آفیسران والہکاران سے چارج لینے والی ملازمین کی آبائی ضلع و رہائش کی تفصیل دی جائے؟

(ج) مذکورہ تبادلوں میں ٹی اے ڈی اے کی مدین کل کتنی رقم ادا کر دی گئی ہے نیز ہر آفیسر والہکار کو ادا کردہ سفر خرچ کی علیحدہ علیحدہ رقم کی تفصیل بھی دی جائے۔

(وزیر راعت کی جگہ شیخ جعفر خان مندوخیل نے جواب دیا)

سوال ہذا کا جواب انتہائی ضخیم ہے لہذا سبھی لابریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر میری گزارش ہے آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے کہ جو سروز ایڈ جز ل ایڈ فنڈیشن کی پوسٹنگ، ٹرانسفر کے سلسلے میں انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (صوبائی وزیر): میں یقین دہانی کرتا ہوں کہ انتہائی ضرورت کے بغیر یا ڈیپارٹمنٹ کی requirement کے بغیر کوئی غیر ضروری پوسٹنگ، ٹرانسفر ہماری حکومت نہیں کر گی۔ جہاں انتہائی ضرورت ہو اس پر ہم ٹرانسفر کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: بات یہ ہے کہ جو لوٹ ہم نے دیکھی ہے کافی تعداد میں ٹرانسفر ہوئے ہیں۔ اس کے مقاصد اگر good governance کوئی اصلاح کی تو ایک بات ہے اگر منفی وہ ہے کہ کوئی اور وجوہات ہیں، جو کہ اکثر یہاں ہوتے ہیں تو یہ ان بنیادوں پر ٹرانسفر جو ہیں، ہم یہاً میدرکھتے ہیں حکومت سے کہ ان بنیادوں پر نہیں کرے۔ باقی اپنے صحیح نظام کیلئے یہاں کا حق بھی ہے۔

جناب اسپیکر: جی جعفر خان مندوخیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب اسپیکر میں انشاء اللہ رحیم صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ غیر ضروری ٹرانسفر نہیں کئے

جانب اپنے گے۔ حکومت انہائی ضرورت کی طبق ڈیپارٹمنٹ requirement میں جیسے میں نے پہلے بتایا۔

جناب اپنے کریم نو شیر وانی صاحب: خصوصی سوال عبدالکریم نو شیر وانی صاحب۔ وقفہ سوالات ختم۔ ایک منٹ ٹھہریں۔ سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب اختر حسین خاں (سیکرٹری اسمبلی): سردار حفظ لوئی صاحب ایم پی اے نے کوئی سے باہر تشریف لے گئے اسلئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اپنے کریم نو شیر وانی صاحب: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک سرور خان کا کڑ صاحب کوئی سے باہر تشریف لے گئے اسلئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اپنے کریم نو شیر وانی صاحب: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ حیر بار مری صاحب سرکاری کام کے سلسلے میں کراچی تشریف لے گئے اسلئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اپنے کریم نو شیر وانی صاحب: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جی۔ زیر و آور۔ جی آپ بولیں کریم نو شیر وانی صاحب۔

میر عبدالکریم نو شیر وانی: جناب اپنے کریم نو شیر وانی صاحب میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے اور اس موقع سے میں فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ساتھی مسلم لیگ کے جتنے ہمارے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، وہ مسلم لیگ تیری شان وہ مسلم لیگ تیری آن۔ تو نے کیا ہے گورنمنٹ کو چھین۔ تھمارے ایم پی اے چھٹے کیلئے بے چین۔ وہ مسلم لیگ تیری آن وہ مسلم لیگ تیری شان۔ یہ ہے قائد کا فرمان آخر تم کروں گے انشاء اللہ آرمان۔ شکریہ سر!۔ جناب اپنے کریم نو شیر وانی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ آفسوس بھی کر رہا ہوں کہ ہمارے قائد چیف منسٹر صاحب فرمار ہے ہیں کہ صوبائی خود مختاری۔ آیا یہ کہاں کی صوبائی خود مختاری ہے کہ اسلام آباد میں جا کر گورنمنٹ اسلام آباد میں بنے۔ بجا اسلام آباد میں یہ گورنمنٹ مسلم لیگ والا یہاں بیٹھ کر بلوچستان میں اگر یہ حکومت بن جاتی تھی تو میں بھی کہتا کہ پھر بھی صوبائی خود مختاری تھی۔ تو اب صوبائی خود مختاری ڈھونگ ہے جناب۔ اتنے بڑے برماں فسروں کی کیا ضرورت ہے اس صوبے میں کہ جب پانچ سو آدمی اس وقت آپ کے ایگر یکلچر کے بیروز گار پھر رہے ہیں۔ ایک سو آدمی جلال آباد کے انجیئر زیں اس صوبے میں پھر رہے ہیں آپ کے ایک وزیر پر دو کروڑ روپے ایک سال کے اخراجات آتے ہیں۔ آپ اتنے اخراجات کہاں سے لاتے ہیں۔ ایک طرف تو آپ دعویٰ کر رہے ہیں کہ بلوچستان میں ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں دوسری طرف آپ نے بھر مار لگائی ہے

منشروں کی۔ گزرش ہے کہ خدار اس صوبے پر حکم کریں۔ یا اپنا دعویٰ اپنا واپس لے لیں کہ صوبے میں وسائل نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبے میں وسائل میں مگر وسائل صرف منشروں پر خرچ ہوتے ہیں عوام پر نہیں۔ شکریہ جناب اپیکر: شکریہ عبدالرحیم خان مندوخیل۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس موقع پر مجھے موقع دیا کہ پارٹی کی طرف سے وضاحت کروں۔ چونکہ اس وقت گورنمنٹ میں ایک اور پارٹی بھی شامل ہو گئی ہے مخلوط حکومت بن گئی ہے۔ ہم مخلوط حکومت کی یا پارٹیوں کے ایک دوسرے کے ساتھ سیاسی طور پر سیاسی مسائل پر ایک اتفاق رائے اس سے ہم اتفاق کرتے ہیں یہ انکا حق ہے کہ وہ باقاعدہ اپنے لئے کوئی راستہ بنائیں۔ اور یہ بھی ہم جناب والا امید رکھتے ہیں کہ جو گورنمنٹ میں پارٹیاں ہیں ان کے وزیر ہیں۔ وہ جب حکومت چلانیں گے واقعی وہ پارٹیوں کے منشور کے کم از کم جو اپنا دعویٰ ہے اُس کے مطابق جو بنیادی طور پر صوبائی خود مختاری ہے۔ اسلامی عدل ہے جمہوریت ہے ترقی ہے اُن اہم نکات پر وہ کام کریں گے۔ صرف میں یہ نشاندہی کرنا چاہتا ہوں خصوصی طور پر پہلے جو گورنمنٹ بنی تو اُس میں ایک اہم نقطہ تھا بلکہ قائد ایوان جب قائد اپوزیشن تھے تو وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ ایک بڑی گورنمنٹ زیادہ منشرز یہ عوام پر خزانہ پر بوجھ ہوتے ہیں۔ اور واقعی ایسا ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت منشرز بھی زیادہ ہوئے اور مزید بھی امکان ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارے صوبے کے حالات بلکہ ہمارے ملک کے حالات ایسے ہیں جناب والا جن لوگوں کو اسمبلی میں آنے کے بعد یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ یعنی اسمبلی میں بغیر منسٹری کے کوئی نہیں رہ سکے۔ خواہ وہ گورنمنٹ پارٹی کا ہو۔ منسٹریہ ہمارے صوبے کے ہمارے ملک کی جمہوریت کے لئے ایک آفسوسناک عمل ہے کہ منسٹر کے علاوہ خواہ وہ گورنمنٹ پارٹی کا کوئی ممبر ہو وہ بھی کوئی کام عوام کا نہیں کر سکتا۔ گورنمنٹ نے ایسے طریقہ اختیار کئے ہوتے ہیں۔ ایسے کام کرے جو عوام پر بوجھ ہو، معاشرے پر بوجھ ہو۔ ابھی یہ منسٹرنے ہیں یہاں سوال بھی ہوا مثلاً گاڑیوں کا۔ یہاں صرف گاڑیوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ مجموعی طور پر خرچ ہے۔ اور پھر ایک اور بات خصوصی طور پر میں قائد ایوان کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ آپ کا اپنا نعرہ بھی یہ تھا۔ اور آپ کا یہاں دعویٰ بھی وہ تھا اور آپ یہ یقین دہانی بھی کرتے تھے کہ آپ احتساب کریں۔ آپ کرپشن کے خلاف اس صوبے میں جو کرپشن رہی ہے ہم جانتے ہیں، پورے ملک میں جو کرپشن رہی ہیں ہم جانتے ہیں۔ عوام کا پیسہ بڑی بے دردی سے لوٹا گیا۔ اور اس وقت ملک اور صوبہ economically financially collapse کے بالکل دہانے پر ہے۔ تو ایسے حالات میں قائد ایوان کو یہ ضرور توجہ دینی ہو گئی کہ کیا آپ نے اس وقت میں کسی فرد کی حیثیت سے بات نہیں کر رہا ہوں لیکن کیا جو دعویٰ آپ کا تھا کہ آپ کرپشن نہیں ہونے دیں گے۔ اور اس میں آیا یہ امکانات آپ نے دیکھے ہیں؟ اس کے بارے میں آپ نے نظریاتی طور پر اور سیاسی طور پر تنظیمی طور پر ایسے حالات آپ بنارے ہیں، کہ آپ کے منشڑ صاحبان کرپشن نہ کریں۔ اور واقعی قواعد و ضوابط کے، دیکھیں ابھی ہم سرو سز پر

ہر وقت پوچھتے ہیں۔ یہاں سروہز ہیں جو بھی منظر صاحب ہیں، مگر یہ سروہز اُس کی ذاتی ہیں۔ اور ان سروہز کے ذریعے اُس بجٹ کے ذریعے کوئی اور دوسرا یعنی اُن کی جو مراعات ہیں اُس مراعات کو صرف آپ نے پارٹی بنانے کیلئے لئے۔ اس سے پارٹی کیا بننے گی۔ جب ہم لوگوں کو یہ بتائیں گے کہ عوام کو ہم نے قواعد و ضوابط و قواعد کیمطا بق پالیسی اور اصولوں کے مطابق عوام کو ترتیب نہیں دینی ہے، صرف جو کچھ میری منظری میں ہے، میں دوسروں کو دے کر رشوت کے طور پر اور اس سے میں اپنی پارٹی بناؤ گا تو یہ ہمارے صوبے کے لئے ہماری پارٹیوں کے لئے، جمہوریت کے لئے، قومی جمہوریت کے لئے، اسلامی عدل کے لئے، ہر چیز کے لئے نقصاندہ ہے۔ میں ایک بار پھر گورنمنٹ کے میں ممبر ان کو مبارکباد دیتا ہوں، مجموعی طور پر گورنمنٹ کے، خدا کرے کہ وہ کامیاب ہوں اپنی ذمہ داریوں میں لیکن ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے صوبے میں جو مشکل حالات ہیں، ہمارے ملک میں جو حالات ہیں اُس میں جو ان کا دعویٰ ہے، جو قول ہے، پارٹی کی حیثیت سے جو عوام کے ساتھ اُن کی commitment ہے اُس پر عمل کریں گے، اُن کا قول اور فعل ایک ہو گا۔ ایسا نہیں کہ قول اُن کا ایک ہے اور فعل دوسرا ہو۔ اُس صورت میں پھر ان کی ناکامی وہ ایک قدرتی قانون ہے اور وہ ناکام ہوں گے۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر: شکریہ جناب۔ جی جناب سعید ہاشمی صاحب۔

جناب سعید احمد ہاشمی: جناب اسپیکر! شکریہ۔ جناب اسپیکر! ہمارے دوست نے جو ہمیں مبارکباد دی حکومت میں شمولیت کی۔ کیونکہ مسلم لیگ نے حکومت میں شمولیت کی کافیصلہ 29 اگست کو کیا تھا، جب وزیر اعظم پاکستان اور ہماری پارٹی کے قائد میاں محمد نواز شریف کوئی آئے تھے۔ اُس کے بعد صرف یہ باقی تھا کہ کابینہ میں مسلم لیگ کی شمولیت اور ظاہر ہے پاکستان مسلم لیگ ایک قومی پارٹی ہے اور ہمارا مرکزی قائد اسلام آباد میں ہوتے ہیں تو اسلئے ان ساتھیوں کو وہاں بلا یا گیا۔ اور وہاں اُن سے مشورہ کر کے کابینہ میں شمولیت کا فیصلہ کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں اس میں صوبائی خود مختاری کس زاویے سے آتی ہے، یا اسمبلی کے بعد میں عبدالکریم نوшیر وانی صاحب سے گائیڈ نہیں لوں گا کہ شاید میری معلومات میں کچھ اضافہ ہو۔

میر عبدالکریم نوшیر وانی: جناب یہ پہلی دفعہ ہے جو انہوں نے اسلام آباد میں جا کر گورنمنٹ بنی۔ میرا تیسری دفعہ ہے میں اسمبلی میں آیا ہوں۔ دو دفعہ پہلے بھی مسلم لیگ کی حکومت یہاں بنی ہے اور یہاں بنی ہے۔ یہ میں نے نہیں دیکھا ہے کہ اسمبلی کے ممبر ہائی جیک ہو کہ اسلام آباد میں چلے جائیں اور وہاں میاں صاحب ہمیں بلوچستان کے لئے تخدیدے دیں۔ ہم نے تو فنڈ زمانگلے ہم نے تو وزارتیں تو نہیں مانگیں۔ ہم نے کہا کہ ہمیں فنڈ زدو۔ ہم نے نہیں کہ ہمیں loss ادا دو آپ۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی ہاشمی صاحب۔

جناب سعید احمد ہاشمی: جناب اسپیکر! صرف provincial autonomy کا معاملہ تو میں اُن سے باہر میں طے کرلوں گا میری معلومات میں اضافہ ہو گا۔ میں اتنا تانا چاہتا تھا کہ پارٹی کا قائد وہاں تھے اور زیادہ ساتھی بھی وہاں تھے۔ اُن

دنوں میں کام بھی ایسے تھے کہ میاں صاحب یا کوئی اور لیڈر کو نہ نہیں آ سکتا تھا۔ تو میں نے ساتھیوں کو زحمت دی۔ اُسکے بعد ہمارے بزرگ ساتھی نے جو کچھ فرمایا ہے اُنکی باتوں کی میں تائید کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مسلم لیگ کی بھروسہ کو شوہش ہو گی کہ ایک good governance کی طرف چلا جایا جائے۔ اور احساب کے حوالے سے، جہاں بھی لیڈر آف دی ہاؤس وہ ہماری مدد چاہیں گے ہم اُنکی مدد کریں گے۔ اور یہ کوشش کریں گے کہ بلوچستان کے وسائل اچھے انداز میں خرچ ہوں۔ اور اگر ہمارے وسائل میں جو کوئی ہے وہ جدوجہد بھی جاری رہیگی کہ مرکز سے زیادہ فندز آئیں اور عوام کی خدمت ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ جی جان محمد جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! میر عبدالکریم کی تقریریں، ہم نے دنوں سائیڈ کے پیغمبر پرستی ہیں، خوش قسمتی سے 1990ء میں حکومت بنانے میں ساتھ تھے۔ اور آزاد ممبر بننے تھے اور ساتھ رہے اور وزارت میں بھی ساتھ تھے۔ 1993ء میں بھی نہیں آسکے۔ تو ابھی نئی اسمبلی آئی۔ ہم ایک دوسرے کے واقف ہیں اچھی طرح کے کرتو توں کے بھی، قابلیتوں کے بھی اور کاموں کے بھی۔ دوست ہے میرے، مسلم لیگ کے بارے میں وہ کہہ کر ہم بڑے دل والے ہیں اور ہم بہت شرافت سے برداشت کرتے رہیں گے، ہم تو خوش ہوتے ہیں کہ ہمیں جگایا جا رہا ہے جھٹکا دیا جا رہا ہے۔ وہ اُس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم مُل کلاس سے لیڈر شپ لا میں گے۔ چاہے اُس وقت ان کے لیڈر صاحبان بی این اے کی شکل میں ایک اتحاد بنانے کے نواب محمد اکبر خان بگٹی کو وزیر اعلیٰ بنانے کے لے آئے۔ چاہے میرے دوست کی پارٹی، پھر مُل کلاس لیڈر شپ کی بجائے نواب ذوالفقار مگسی کوئی ایکم بنادیا۔ کابینہ بہت بڑی ہے انڈیا UP میں آپ کو پتہ ہے 93 وزیر بن چکے ہیں۔۔۔۔۔ (داخلت)

میر عبدالکریم نوшیر وانی: جناب! UP کا ذکر نہیں کریں آپ UP بن کر دکھائیں۔ وہاں کی ڈیموکریسی ایسی نہیں ہے کہ اسلام آباد میں جا کر آپ گورنمنٹ بنانا کرتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نواز شریف کو صرف دس مسلم لیگی بہت پیارے ہیں، بلوچستان کے عوام اُس کو پیار نہیں ہے۔ اب بتا رہا ہے کہ میاں صاحب فندز زدے رہے ہیں۔ بھائی اس سے پہلے فندز کیوں نہیں دیے اُس نے۔ میرا خیال میں وہ صرف دس آدمی بلوچستان کو دے رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ کیا بات کر رہا ہے۔ کاب میاں صاحب فندز زدے رہے ہیں۔ بھئی پہلے اُس نے کیوں نہیں دیے؟

جناب اسپیکر: نوшیر وانی صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ میری بات سنیں۔ نوшیر وانی صاحب! یہ باوقار ہاؤس ہے یہاں قواعد کے مطابق ہم ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں، ہنسنی چاہئے۔ آداب اور احترام کا یہ تقاضہ ہے اس August House کی یہ روایات ہیں کہ جب ایک صاحب ارشاد فرمائے ہیں اپنی تقریر کر رہے ہیں تو دوسرے اذرا نہیں تخلی

سے پھر بعد میں جواب دے دیں۔ آپ پھر اٹھ گئے۔ میں آپ کو جاڑت نہیں دوں گا اس کے بعد۔ جی جان محمد جمالی صاحب۔ میر جان محمد خان جمالی: شکریہ۔ جناب اسپیکر! جس حوالے سے بات ہو رہی تھی، اُس دن کچھ وزراء جب اُس اسمبلی کے کیونکہ جمہوریت کے ایک دوسرے سے ہمیں موازنہ کئے جاتے ہیں کہ یہ جی برٹش پارلیمنٹ ہے، یہ امریکن سسٹم ہے، یہ فریق سسٹم ہے اور یہ انڈین پارلیمنٹ ہے، تو یوپی میں 93 منٹر اُس دن کچھ منٹر ز Huff لے رہے تھے تو ان کے سروں پر پیاس باندھی ہوئی تھیں۔ اب میر عبدالکریم کا خیال ہے کہ اسپیکر پر اسپیکر پھینک رہا ہو، کرسی چل رہی ہو۔ تو یہ انڈیا والے بہت بڑے دماغ والے ہیں وہاں یہ ہوا۔ جوتے بھی چل رہے تھے اور ڈنڈے بھی چل رہے تھے، ہم سب نے ٹی وی پر دیکھا۔ یہ بھی جمہوریت میں ہو جاتے ہیں۔ لیکن میر عبدالکریم جب بھی تقریر میں رکاوٹ ڈالیں گے ہم خاموشی سے سینیں۔ اور پھر خاموشی سے ہمارا جواب سینیں۔ اگر خدا نخواستہ اس اسمبلی یا حکومت گرجاتی اور ہم اپنا کردار ادا نہ کرتے تو پھر ناراض ہو جاتا کہ یہ کیا ہو گیا آٹھ یا نو مہینوں میں حکومت گرگئی پھر نئی حکومت آ رہی ہے۔ یہ مقصد تھا بات کرنے کا۔ انہوں نے مسلم لیگ کے بارے میں کچھ اچھی باتیں کیں اور ہم نے بی این ایم کے بارے میں کچھ اچھی باتیں کی ہیں یہ جمہوریت کا حصہ ہے اور یہ چلتا رہے گا۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ جی مولانا عبدالواسع صاحب! آپ کچھ فرمائیں گے؟

مولانا عبدالواسع (صوبائی وزیر): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! میں سب سے پہلے ان ساتھیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جو مسلم لیگ کے ساتھیوں نے حکومت کی حمایت کی اور وزارتیں لے لی ہیں اور حکومت میں شامل ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں عبدالرحیم مندوخیل اور عبدالکریم نوшیروانی صاحب کی باتوں سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ انہوں نے حکومت کے لئے نئی تباویز پیش کر دیے اور ساتھ ساتھ میں یہ گزارش بھی کرتا ہوں جناب اسپیکر کہ شاید بہت عرصہ نہیں گزرا ہے بلکہ کچھ پہلے نویادیں مہینے گزر گئے ہیں کہ اس حکومت میں اُن کی دو جماعتوں کی انہوں نے اس حکومت پر اذام لگایا کہ یہ بڑی کابینہ ہے اور یہ بہت زیادہ خرچ اس پر آئے گا۔ تو میرے خیال میں مجھے جب یاد پڑتا ہے تو آخر یہ کابینہ 27 یا 35 تک پہنچ گئی ہے انکے سارے لوگ اُس حکومت میں شامل تھے تو جناب اسپیکر! میں رحیم مندوخیل صاحب کی اُن باتوں سے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ عمل اور کہنے میں اور بولنے میں اتفاق رائے پیدا کرے۔ میں یہی کہتا ہوں کہ عمل اور بولنے میں میرا خیال میں اتفاق پیدا کرنا چاہیے۔ اللہ جل اللہ کا فرمان یہ ہے، (عربی) وہ بات آپ لوگ کیا کرتے ہو جاؤں پر اپنے طور پر عمل نہیں کرتے۔ تو جناب اسپیکر نو مہینے پہلے اس پسمندہ صوبے کے لئے 33 کی کابینہ بہتر تھی اور اچھی تھی اور نو مہینے بعد کوئی اٹھارہ یا اُنیں کی کابینہ ہو۔ اس صوبے کے لئے نقصاندہ ہے۔ تو یہ منطق میری سمجھ میں نہیں آتی۔ میرے خیال میں اس ہاؤس کو اس ایوان کو وہ تباویز پیش کرنی چاہیے تھیں جو ان کے اپنے اعمال اپنے کردار میں شامل تھے۔ تو جناب اسپیکر اس کے ساتھ ساتھ ہم

بھی یہ کہتے ہیں کہ ہونا چاہیے کہ اس صوبے کی خدمت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ ان کو بھی اور ہمیں بھی اور یہ جو ہمارے ساتھ نئے ساتھی شامل ہوئے ان کو بھی اس پسمندہ صوبے کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے، ہم یہی دعا کرتے ہیں وہ بھی یہ دعا کریں۔

جناب اسپیکر: شکریہ ہی بہت مہربانی۔ جی مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب اسپیکر! مولانا صاحب نے کہا کہ میں نے اس وقت جو کہا تھا کہ منسٹری بڑی ہے۔ تو اس میں میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ منسٹری پر اس کے بڑے ہونے پر میرا یہ اعتراض ہے۔ بلکہ میں نے یہ یاد ہانی کی قائدیوں کو اور یہ کہ واقعی ہماری منسٹری بڑی تھی اور اس کی وجوہات میں نے کہیں کہ آپ کی منسٹری مجبوراً بڑی ہو گی۔ حالات ایسے ہمارے صوبے میں بنائے گئے کہ بغیر منسٹری کے کوئی اسمبلی کا ممبر نہیں رہ سکتا۔ ایسے حالات بنائے گئے ہیں تو اس میں اس وقت بھی ایسا تھا بھی ایسا ہے۔ آپ کے لئے میں نے صرف یہ کہا کہ آپ کوشش کریں کہ ہمارا صوبہ جمہوریت کی طرف بڑھے اور یہ چیزیں درمیان سے نکل جائیں۔ میں نے اس حد تک یہ بات کہی۔

جناب اسپیکر: شکریہ ہی۔ اب کچھ قرارداد ہیں۔ پہلی قرارداد ہے جناب میر عبدالکریم نوшیروانی! قرارداد نمبر 1 پیش کریں۔

میر عبدالکریم نوшیروانی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے، چونکہ ضلع خاران رقبہ کے لحاظ سے صوبے کا سب سے بڑا ضلع ہے جس کا رقبہ 19 ہزار 5 سو مرلے میل ہے۔ لہذا اس ضلع کو دو اضلاع میں تقسیم کر کے ایک ضلع تحصیل خاران اور دوسرا ضلع سب ڈویژن مائلیل اور سب ڈویژن بسیمہ پر بنایا جائے تاکہ علاقے کے لوگ ترقی کر سکیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چونکہ ضلع خاران رقبہ کے لحاظ سے صوبے کا سب سے بڑا ضلع ہے اور جس کا رقبہ 19 ہزار 5 سو مرلے میل ہے لہذا اس ضلع کو دو اضلاع میں تقسیم کر کے ایک ضلع تحصیل خاران اور دوسرا ضلع سب ڈویژن مائلیل اور سب ڈویژن بسیمہ پر بنایا جائے تاکہ علاقے کے لوگ ترقی کر سکیں۔ اس پر محکم آپ نے کچھ بولنا چاہیں گے آپ بولئے۔

میر عبدالکریم نوшیروانی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر صاحب میں مشکور ہوں کہ آپ نے بولنے کا موقع دیا۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو خود پتہ ہے کہ وہ اس علاقے کا ایم این اے رہ چکے ہمیں اور موجودہ ایم این اے بھی ہیں، اور جناب خاران بلوچستان نہیں بلکہ پورے پاکستان کا سب سے بڑا ضلع ہے۔ جو کہ چار سو میل یعنی بسیمہ سب ڈویژن سے لیکر مائلیل، مائلیل سب ڈویژن سے سات سو میل کا ایریا ہے۔ اور جس میں سے دو سب ڈویژنز جناب ایک تحصیل، اور ایک سب تحصیل پر مشتمل جس کے 82 پونگ اسٹیشنز ہیں ایک ضلع کے ہیں۔ جس کے اندر 35 سے 40 ہزار روٹ کا سٹ ہوتے ہیں۔ جس

کے منتشر پاپولیشن ہے۔ جناب اگر آپ یقین نہیں کرتے ہیں تو ممبر ان صاحبان ہمارے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ان سے ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ پورا بلوچستان کا آپ سروے کریں آپ خاران کا بھی سروے کر کے دیکھیں اور آپ پیشین کا بھی سروے کر کے دیکھیں اور آپ آواران کا بھی سروے کر کے دیکھیں آپ سوراب اور زہری اور مکران کا سروے کر کے دیکھیں کہ خاران پوری سرحد ہے جناب۔ سرحد چار سو میل پر مشتمل ایک صوبہ ہے اور خاران چار سو میل ایک ضلع ہے۔ میں چاہتا ہوں financially گورنمنٹ کو نقصان نہیں ہو گا نہ ایک روپے خرچ ہو گا۔ سیمہ میں پہلے سب ڈویژن ہے بالکل وہاں کوارٹرز بھی ہیں صرف ہمیں چاہیے ایک ڈپٹی کمشنر اور ایک ڈپٹی کمشنر کے لئے اخراجات میرے خیال ہے اگر ایک لمبی گاڑی پر چیز نہ کریں جو نئے منسٹر صاحبان تشریف لائے ہیں وہ صرف سوز کی پر گزار کریں میرے خیال ہے خاران کا پورا ایک لمبی کروز نگ کا پیسہ خرچ نہیں ہو گا جبکی قیمت 45 اور 50 لاکھ ہے۔ اور خاران میں 50 لاکھ کی ضرورت نہیں ہے صرف ڈپٹی کمشنر کی تحویاہ ہے، میں اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ بھر پور میری قرارداد کے حق میں ووٹ دیں اور خاران والوں کو مایوس نہ کریں اور میں امید کرتا ہوں ہمارے ایم اے صاحب جو سردار محمد اختر صاحب تشریف رکھتے ہیں ان کو پتہ ہے انہوں نے ووٹ بھی لئے ہیں اور انہوں نے خاران میں ایک شہنشہ بھی چلائی ہے۔ اور اس کا حق بتا ہے آج کہ اس قرارداد کے حق میں ووٹ دیں اور اس کو منظور کریں اور فوراً نوٹیفیکیشن کریں ایک اور ضلع کی توسعہ جو صرف خاران تحصیل آپ کے ژوب آپ کے خضدار سے صرف خاران تحصیل بڑی ہے۔ ایک تحصیل کی آبادی دو لاکھ سے زیادہ ہے۔ آج اگر مردم شماری ہوتی ہے تو خاران کی آبادی چار لاکھ ہوتی ہے۔ یہ ہمارا قانونی حق ہے اخلاقی ہے کہ خاران کو دو اضلاع میں جیسے آواران کو دو اضلاع میں۔ پہلے خضدار کے under میں تھا۔ ہم نے ماضی میں بھی یہ قرارداد پیش کی تھی اس وقت بھی اس قرارداد کے حق میں انہوں نے ووٹ نہیں دیا۔ دو حلقے کے حق میں صرف انہوں نے ووٹ دیا اس کو پاس کروایا۔ مگر وہ آج تک سرداخانے میں پڑا ہے۔ اور جواب دیا کہ آپ کی آبادی کم ہے۔ اگر پیشین کے تین ایم پی ایزی ہیں سوراب ایک یونین کنسل ہے ایک حلقہ ہے جس میں ڈھانی ہزار ووٹوں پر اس کے ممبر آتا ہے میں 15 ہزار ووٹ لیتا ہوں پھر بھی ڈریا ہوں کہ میں ہار رہا ہوں۔ آپ کو یہ کو دیکھیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ممبر صاحبان اس علاقے اس خطہ پر حرم کریں گے اور میری اس قرارداد کے حق میں ووٹ دیں گے اور اس علاقے کے لوگوں کو اس کا حق مل جائیگا۔ شکریہ۔

جناب اپیکر: جی کسی اور معزز رکن نے اس پر بولنا ہے۔ جی گھنی صاحب۔

میر محمد اسلم گھنی: میر عبدالکریم نو شیر وانی نے جو قرارداد پیش کی میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اسلئے کہ جیسا کہ انہوں نے کہا تھا کہ کچھ نئے اضلاع بنے، یہ شاید آواران ضلع جو میر احراق ہے 1993ء میں ضلع بنادیا گیا۔ لیکن آج تک کوئی پانچ یا چھ سال گزر گئے وہاں ضلع سطح پر کوئی آفس اور آفیسر وہاں موجود نہیں جو ضلعی ہیڈ کوارٹر کے لئے ضروری ہوتے ہیں اور نہ وہاں

آفیز یا اور چیزیں بنائی گئی ہیں کیونکہ گورنمنٹ کا یہ کہنا تھا کہ گورنمنٹ کے پاس فنڈ نہیں ہیں جب جو اصلاح ماضی میں بنائے گئے تھے وہاں سوائے ایک تخفہ نہیں ڈپٹی کمشنر کا۔ اب آواران میں ڈپٹی کمشنر کا آفس نہیں ہے۔ وہ ایک تخفہ ہے ڈی سی نہیں ملا ہے۔ اور اس کے کوئی آج تک ضلع کے جو ضروری اوازات ہیں ان کو پورا نہیں کیا گیا۔ ان حالات میں اگر مرید اصلاح بنائیں تو عبداللکریم صاحب کو ایک تھنے میں ڈی سی ملے گا میرے خیال میں پھر ہمارے طرح جہاں اصلاح وہاں کچھ اور پورے نہیں ہیں اُس کی کمی ہو جائیگی۔ جہاں تک انتظامی لحاظ سے خاران کا تعلق ہے یہ میں مانتا ہوں بہت بڑا رقبے کے لحاظ سے ضلع ہے۔ انتظامی لحاظ سے ہو سکیں آئندہ تو یہ ممکن ہے لیکن موجودہ حالت میں میں اس کی مخالف کرتا ہوں کہ برائے نام بنانے سے نہ بنانا زیادہ بہتر ہے جیسا کہ آواران پہلے خضدار میں تھا، تو اُس کے تمام انتظامات خضدار کے حوالے سے زیادہ مکمل تھا اس کو جب علیحدہ کیا گیا ہے نہ وہ خود ضلع ہے اور نہ کسی ضلع کا حصہ ہے۔ تو اسلئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ قائد ایوان کو آخر میں گزارش کروں گا۔ جی جان محمد جمالی صاحب بولنا چاہیے۔

میر جان محمد خان جمالی: میری گزارشات ہیں۔ پچھلی اسمبلی میں دو ایام این ایز تھے ایک تھے خواجه آصف اور دوسرا غضنفر گل دوست بھی بہت گھرے تھے لیکن ایک دوسرے کی مخالفت بھی کرتے تھے۔ تو ہماری حالت اور میر عبداللکریم کی وہی ہوتی جا رہی ہے ادھر بھی اس صوبائی اسمبلی میں۔ جناب میر عبداللکریم نے reason out logic دیا ہے اپنے نقطے سے۔ اور پچھلی صاحب نے یہ ایک تجربہ ہو چکا ہے، جو ابھی تک کامیاب نہیں ہوا۔ اُس نے بھی ایک reason اور logic کے مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔ اُنکی زندگیاں آسان ہو سکتی ہیں تو پھر فیصلے کئے جائیں۔ میری آپ کے توسط سے قائد ایوان سے یہ گزارش ہو گی کہ آپ ایک کمیٹی بنادیں کہ جو ابھی جیسے آواران کے مسئلے ہیں وہ حل نہیں ہوئے ہیں اگر خاران کے بھی بنائیں تو مسئلے اسی طرح روکے ہوئے تو حل کرنے کیلئے پہلے سے ایک پالیسی اور لا جم عمل تیار ہونا چاہیے اور کمیٹی وہ نہ ہو جائے اگلی اسمبلی بھی آجائے تو کمیٹی کی رپورٹ نہ پہنچیں۔ میری گزارش ہے کہ کوئی کار آمد قسم کے منتخب نمائندے فلات ڈویژن کے کیونکہ خاران قلات ڈویژن کا حصہ ہے وہ ہو آپ کی انتظامیہ کے لوگ ہو۔ کہ آواران، خاران پر ایک ہفتہ میں آپ کے سامنے put-of کریں کا بینہ سے منظور کریں اگر اخراجات۔ جیسے خود کریم نو شیر والی صاحب نے کہا کہ وزراء کی بھرمار ہے۔ گاڑیوں کی بھرمار ہے میرے ذہین میں یہ آیا کہ گاڑیوں کا مسئلہ تو حل ہے اگر ہم سین بولڈک سے گاڑیاں لے آتے اور منوالیں میاں نواز شریف کو کہ بس ادھر سے بھی یہ دوسری قسم کی باتیں۔ تو میری گزارش ہے کہ آپ اس پر جن کے پاس ہے دو نمبر گاڑیاں آپ خود جواب دیں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے اس پر ایک کمیٹی بنادیں کہ صحیح فیصلے ہو سکے۔ پھر آگے جو آواران کے ساتھ ہو ہے

خاران جب بنتا ہے دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے تو اس کا بھی یہی حشر نہ ہو۔ تو بالکل اسی لحاظ سے نیک نیتی سے میں اپنی ذاتی رائے پر ایجیٹ ممبر ڈے کے دن دے رہا ہوں۔ بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: عبدالرحیم خان مندوخیل۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے میر عبدالکریم نو شیر و انی صاحب کی قرارداد پر رائے دینے کی اپنی پارٹی کی طرف سے اور اپنی طرف سے موقع دیا۔ جناب! صوبے میں اضلاع یا ڈویژنز انکے مختلف پہلو ہوتے ہیں کہ انتظامیہ کا کام آسانی سے ہو۔ تو اس کے مختلف پہلو کو دیکھ کر بنائے جاتے ہیں۔ اور پھر ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس پر اخراجات۔ لیکن یہاں ہمارے صوبے میں اضلاع اور ڈویژنز حتیٰ کہ اب تو سروسر اور دوسرا چیزیں بھی اضلاع کی تعداد پر دی جا رہی ہیں۔ ڈویژنز کی بنیاد پر، تو ایسے حالات میں یہ اضلاع کی کمی و زیادتی یہ ذرا اور پہلو کھلتی ہے۔ اس وقت مردم شماری نزدیک ہے، آنے والی مردم شماری ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے اس صوبے میں ہماری اس مردم شماری پر ہمارا اعتراض ہے۔ اس کے حقائق ایسے ہیں جس میں ہم باقاعدہ مسلسل قومی اسمبلی کی سیٹ، صوبائی اسمبلی کی سیٹ، سینٹ کی سیٹ، بجٹ، سروسر، ہر ایک میں ہمیں نقصان ہو رہا ہے۔ تو اب جو مردم شماری ہو رہی ہے ہم کہتے ہیں کہ وہ واقعی شفاف ہو، ہماری دوقوموں کے بالکل مکمل اعتماد سے مردم شماری ہو۔ اور یہ مسائل بعد میں پھر انتظامی سہولت، فناشل صورتحال اور اُس میں یہ تمام مسائل کہ آبادی اور پھر اس میں اُس کے مطابق ضلع اور دوسرے اُسکا تعین ہو تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اب آپ اگر کریں گے، آپ کو اگر فائدہ ہو تو ہم خوش ہونگے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ایک پلیٹکل ایجینٹ کی ضرورت ہے۔ تو ایک پلیٹکل ایجینٹ تو شاید ہم کر لیں لیکن یہاں دوسری چیزوں پر اس کے اثرات بنتے ہیں۔ لہذا میں اس وجہ سے اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: شکر یہ جی۔ 15 منٹ کا وقفہ عصر کی نماز کیلئے کرتے ہیں۔

(وقفے کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب اسپیکر: جی۔ بسم اللہ خان کا کڑ۔

جناب بسم اللہ خان کا کڑ: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب یو شیر و انی صاحب کی قرارداد ہے۔ محترم رحیم صاحب نے بھی بات کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اضلاع انتظامی سہولت کے حوالے سے بنائے جاتے ہیں اگر اُس سے ہٹ کے دیکھا جائے جہاں تک آبادی کا وہ ہے بلوچستان کے دو اضلاع میں ایک ایم پی اے آتا ہے اور بعض اضلاع میں ایک ضلع سے تین ایم پی اے لئے جاتے ہیں۔ میں خود ہمارا ایک بھی ضلع بنایا گیا تھا قلعہ عبداللہ پشین جس میں بد قسمی سے اسوقت ہمارے منتخب نمائندوں کی بھی رائے شامل نہیں تھی اور نہ عوام کا ڈیمانڈ تھا کچھ اور لوگوں نے اپنے اُس سے تقسیم کیا جس کا آج تک ہمیں یہ مسئلہ درپیش ہے کہ ہمارے ضلع کے ہیڈ کوارٹر کا تعین کا بھی پتہ نہیں ہے کہ ضلع قلعہ عبداللہ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ آیا وہ قلعہ عبداللہ میں ہے

، جمن میں ہے کہاں ہے ہم لوگ سب اس چیز پر متفق ہیں کہ ہمارا ضلع پشین ہمارے لئے بہت بہتر تھا۔ یہ جو بجٹ ہماری تنخوا ہوں پر یاڑی سی آفس کے عملے پر جاتا ہے میں بجٹ اگر ہمارے علاقے میں ترقیاتی کام کے لئے لگایا جاتا تو ہو سکتا ہے تو عوام کیلئے بہت بڑی سہولت ہوتی۔ میں تو جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ آج بھی ہمارا وہ ہے کہ کہیں ایک پولڈیکل صاحب سے کام چلتا ہے ڈی سی صاحب سے وہ ڈی سی صاحب تو نو شیر و اونی صاحب کے حوالے کریں۔ یہیں پشین میں شامل کر کے وہ expenditure ہماری ڈولپمنٹ پر ہمیں دیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان ضلعوں کے حوالے سے یہاں کوئی قیعنی ہوتا ہے یہاں چاہے سروسز ہوں چاہے دوسرے فنڈز کے لوکیشن ہوں وہ پاپولیشن کی بنیاد پر ہوتے ہیں جہاں پاپولیشن ہیں وہ حساب میں اب بھی ملتا ہے اور بعد میں بھی ملے گا۔ زیادہ اضلاع بنانا میرے خیال میں ڈی سیز سے عوام کو سہولت نہیں ملتی ہے بلکہ عوام پر ایک قسم کا بوجھ ہوتا ہے۔ مداخلت، نو شیر و اونی صاحب آپ کیلئے قربانی دے رہا ہوں کہ ہمارا ڈی سی صاحب آپ کو ملے۔ بابا! آپ کو وہ نہیں کہہ رہا ہوں۔ آپ کو ملے آپ کے لئے قربانی دے رہا ہوں۔ شکریہ۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ اب میں فلورا کمڈا یوان کو دے رہا ہوں۔

سردار محمد اختر جان مینگل (قائد ایوان): شکریہ جناب اپیکر۔ ہمارے معزز رکن جس مسئلے پر جو قرارداد لائے ہیں کہ خاران میں دو اضلاع بنائے جائیں۔ جناب اپیکر! جہاں تک ضرورت دیکھی جائے خاران کے علاقے میں، جس طرح ہمارے معزز ممبر نے کہا کہ ایکشن کے دوران۔ ایکشن سے پہلے بھی اُس علاقے کا دورہ میں کر چکا ہوں۔ یہ ایک وسیع ضلع ہے۔ یہ کہا بھی نہیں جاسکتا ہے کہ اُس میں یہ ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت اپنی جگہ پر مگر ہمیں اپنے اُن وسائل کو بھی سامنے رکھنا ہوتا ہے، کریم نو شیر و اونی ہمارے لئے ایک قابل احترام ہیں ہمارے ممبر اسمبلی ہیں اس ہاؤس کے۔ پہلے سے وہ شعرو شاعری پر اُتر آئے ہیں آج۔ شعرو شاعری پر آدمی اُس وقت آتا ہے کہ قیمتی چیز اپنی کوئی کھو دے۔ کسی چیز پر اُس کو دھچکا لگے تو وقت اور حالات جو ہیں اُس کوشاعری کی طرف لے آتے ہیں۔ اب پتہ نہیں کہ ہمارے ممبر صاحب نے کیا کچھ کھو یا ہے، ڈویژن کے غم میں انہوں نے شعر کہیں یا کوئی اور غم ہے۔ اور ہماری ہمدردی اُنکے ساتھ ہے۔ جہاں تک نئے اضلاع اور ڈویژن اور سب ڈویژن کا تعلق ہے جناب اپیکر! وفاقی حکومت نے نہ صرف صوبہ بلوچستان بلکہ چاروں صوبوں میں یہ پابندی عائد کی ہوئی ہے، نئے ڈویژن، نئے ڈسٹرکٹ، نئے سب ڈویژن کی تشکیل پر پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ جیسے ہی یہ پابندی ہٹائی جاتی ہے تو میں اپنے ممبر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اس قرارداد پر زور نہ دیں۔ جیسے ہی یہ پابندی ہٹائی دی جاتی ہے تمام اضلاع کی ضرورت کو منظر رکھ کر ہم آئندہ کافی صلہ کریں گے۔ thank you جی۔

جناب اپیکر: شکریہ جی۔ عبدالکریم صاحب! قائد ایوان کے بعد آپ نہیں بول سکتے۔

میر عبدالکریم نو شیر و اونی: جناب! جیسے کہ چیف منٹر صاحب نے فرمایا، تاکہ اس قرارداد پر زور نہ دیں۔ یا اسکو

withdraw کر دیں۔ جناب! اس کو میں withdraw تو نہیں کروں گا ٹھیک ہے اسمبلی فلور پر آپ رائے شماری کرائیں۔

جناب اپیکر: نہیں آپ تشریف رکھیں۔ نہیں ابھی نہیں ہو سکتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا اس قرارداد کو منظور کیا جائے؟ جو اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں اور جو اسکے حق میں نہیں ہیں وہ ناں کہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ قرارداد کے حق میں ناں زیادہ ہیں اسلئے قرارداد نام منظور ہوئی۔۔۔ (مائلت) ناں کی آواز یہ زیادہ ہیں۔ آپ ایک ہاں والے ہیں باتی سب ناں والے ہیں۔ عبدالکریم خان نو شیر وانی کہتے ہیں کہ اچھی طرح مجھے معلوم ہو جائے۔ مطلب جو صاحبان اس قرارداد کے حق میں نہیں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ گن لیں جناب۔ سب نے ہاتھ کھڑے کئے ہوئے ہیں۔ اور جو اس کے حق میں ہیں وہ سب ہاتھ کھڑا کر دیں۔

میر عبدالکریم نو شیر وانی: مجھے جناب پہلے ہی پتہ تھا مجھے صرف اتنی خوشی ہوئی کہ جمعیت اس علاقے سے بھی ووٹ لیتی ہے اور جناب اختر بھی اس علاقے سے ووٹ لیتا ہے۔ ابھی سردار صاحب اور جمعیت نے خود اس کی مخالفت کی۔

جناب اپیکر: لہذا قرارداد نام منظور ہوئی۔ قرارداد نمبر 28 مولانا نصیب اللہ صاحب۔

مولانا نصیب اللہ (ڈپٹی اپیکر): جناب اپیکر صاحب! میں اس قرارداد کو کسی اور وقت کے لئے موخر کرتا ہوں کچھ معلومات مزید مجھے چاہئے لہذا آج اسے موخر کر دیں۔

جناب اپیکر: بہتر ہے۔ جی قرارداد نمبر 28 موخر ہوئی۔ قرارداد نمبر 32 جناب اسم اللہ خان کا ٹریص اسے جناب اپیکر لے لی ہے، ٹھیک ہے جناب۔ جی قرارداد نمبر 34 میر جان محمد خان جمالی صاحب پیش کریں۔

میر جان محمد خان جمالی: قرارداد نمبر 34۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چونکہ جدید ٹیکنالوجیکل تقاضوں کے پیش نظر انگریز زبان انتہائی اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام کی اکثریت کی یہ کوشش رہتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایسے پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم دلائیں جہاں انگریزی زبان ذریعہ تعلیم ہے۔ چونکہ بلوچستان کی 95 فیصد آبادی غریب ہے۔ اور وہ پرائیویٹ سکولوں کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ لہذا حکومت آبادی کے تمام طبقوں کو برابر لانے کے لئے سرکاری سکولوں میں بھی پرائمری سطح سے ہی انگریز زبان کی درس و تدریس کا فوری اقدام کرے۔

جناب اپیکر: قرارداد یہ ہے، یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چونکہ جدید ٹیکنالوجیکل تقاضوں کے پیش نظر انگریز زبان انتہائی اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام کی اکثریت کی یہ کوشش رہتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایسے پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم دلائیں جہاں انگریزی زبان ذریعہ تعلیم ہے۔ چونکہ بلوچستان کی 95 فیصد آبادی غریب ہے۔ اور وہ پرائیویٹ سکولوں کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ جس کی وجہ سے ان کی بچے جدید حصول علم سے محروم رہ جاتے ہیں اور

رمقابله کے قابل نہیں رہ سکتے۔ لہذا حکومت آبادی کے تمام طبقوں کو برابر لانے کے لئے سرکاری مدارس میں بھی پرائزیری سطح سے ہی انگریز زبان کی درس و تدریس کا فوری اقدام کریں۔ جی جناب! آپ کچھ فرمائیں گے۔

میر جان محمد خان جمالی: جناب اسپیکر! یہ ایک واضح حقیقت بنتی جا رہی ہے کہ مادران ایجکیشن چاہے سانس کے فیلڈ میں ہو چاہے سافٹ ویئر کے فیلڈ میں ہو انفارمیشن ہو، چاہے دوسرے مضامین میں ہو وہ زیادہ تر انگریزی میں چھاپی جا رہی ہیں، ویڈیو ز تیار کئے جا رہے ہیں اور جامع ذرائع انگلش کی ہیں بنیادی چیز۔ اور یہ تسلیم کرنی پڑی گی ہمیں حقیقت کہ انٹرنشنل لینکو ٹچ بھی اس وقت انگریز بن چکی ہے۔ چنانچہ سخت گیر ملک آج وہاں بھی انگلش ایک attractive subject ہے، چاہے نارتھ کوریا ہو، چاہے فرانسیسی جو اتنا نیشنل سٹ بنتا تھا کل تک آج وہ بھی انگریزی بولتا ہے اور انگریزی میں وجہات ہیں انٹرنشنل لینکو ٹچ اور انٹرنشنل میٹریل اس subjects پر۔ بلوچستان کا ہمارا problem یہ ہے کہ جب 95 فیصد آبادی جناب اسپیکر!

The families those who cannot afford their education in private schools, what opportunities do they have at the provincial level.

اسلام آباد کی توبات ہے اور جب میرٹ پر ہونگے امتحان، جہاں کچھ بات بھی نہیں کر سکتے۔ اور نہ سوالوں کے جوابات دے سکتے ہیں۔ کیونکہ اردو میں اُن کو وہ انفارمیشن اور feed-back نہیں ملتی ہے جو کہ انگلش زبان میں ہے۔ کیا ہماری آبادی کا حق نہیں ہے؟۔ میں ہوں یا سردار اختر میں نگل ہو، نواب مکسی ہو، سعیدہ اثاثی صاحب ہو، اسی طرح اور بہت سے دوست یا گرامر سکول سے پڑھے ہوں، جعفر خان، ہم تو اچھے سکولوں میں پڑھ کر انگلش سیکھ کے اور مستفید ہوتے ہیں جدید چیزوں سے اور آپسمیں بھی انگلش میں بات کرتے ہیں۔ اور بہت سی جگہوں پر ہمارے ساتھ اگر یہ گورنمنٹ بیٹھی ہے۔ یہ بڑے لوگوں کو بھی ہنسنا مسکرانا چاہیے، وہ بھی انسان ہیں۔ ہاں انگلش میں کہا مولانا میر زمان نے to keep the secrets to that's a very good sign. جناب اسپیکر! ہمارے سکولوں میں دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے اردو بھی پڑھائی جاتی ہے حساب بھی پڑھایا جاتا ہے۔ دوسرے مضامین بھی پرائزیری لیوں پر لینک انگلش نہیں ہے۔ اور بالکل میرے ساتھ لوگ اتفاق کریں گے کہ 95% بلوچستانی afford نہیں کر سکتے۔ وہ بچے جو صحن سکول کیلئے روانہ ہوتا ہے اُس کے کپڑوں کی حالت دیکھیں، تختی کی حالت دیکھیں، والدین کہتے ہیں کہ جائیں چار یا پانچ گھنٹے اُس گورنمنٹ سکول میں اور جو کچھ استاد پڑھاتا ہے اُس تادوں کی قابلیت وغیرہ پھر وہ وزیر اعلیٰ صاحب خود وضاحت کریں۔ کہ یہ نو مینے محکمے چلے ہیں کیا کارکردگی ہوئی ہے اُس سے بعد میں پوچھوں۔ لیکن جناب اسپیکر! میں request کرتا ہوں آپ کے توسط سے کہ انگلش اگر ہمارا بچہ نہیں سمجھتا اور نہ پڑھ سکتا ہے وہ نہ آپ کی صوبائی سطح پر کام مکمل کر سکے گا اور نہ فیڈ رل لیوں پر complete کر سکے گا۔ نہ وہ نالج حاصل کر سکے گا جو کہ

ویڈیو پر بھی آڈیو پر بھی اور text کی شکل میں انٹرنیٹ پر۔ اور دنیا کہاں پہنچ گئی ہے اور ہم ابھی تختی لئے ہاتھ میں سکول جاتے ہیں اور وہ بھی ہر روز پانچ دس فیصد بچتیوں سے اپنے سر پھوڑتے ہیں اور آتے ہیں گھروالپس۔ یہ کچھ حقیقتیں ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ کیوں ناں گورنمنٹ آف بلوجستان نیکی کا کام کرے اُن غریبوں کے لئے جو afford نہیں کر سکتے ہیں۔ اتنی مہنگائی ہے اتنے مشکل حالات ہیں کہ دو وقت کی روٹی کے لئے ترس رہے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ اگر چالیس فیصد ہم rural area کے بڑھاتے ہیں تو کوئی والے کہتے ہیں ہمارے بھی چالیس فیصد بڑھائیں اور دلیل دیتے ہیں logic دیتے ہیں کہ یہ بڑھائیں نہیں پھر طبقاتی قسم کا فیصلہ ہے۔ ان حقیقتوں کو سامنے رکھنا ہے۔ کیا حکومت بلوجستان تھوڑا سا نہیں کر سکتی ہے اُن کے لئے ہاں ضرور یہ جواب آیکافنس منسٹری سے جو اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہے۔ کہ extra expenditure میں تو کہتا ہوں کہ وزراء یہ فیصلہ کریں وہ تخفوا نہیں لیتے وہ ایجکیشن میں ہم انگلش کیلئے دے دیتے۔ کچھ فیصلے کریں۔ ہم ایک پی ایز آڈی تخفوا اپنی مثال دے دیتے۔ سی ایم ہاؤس اپنی سکرٹ فنڈ کاٹ کے اُن میں سے پچاس فیصد دے ان چیزوں کے لئے۔ جناب اسپیکر برٹش گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہوا ہے اُس کی اُس نفس پر ہاتھ رکھیں کہ جس میں وہ کہتے ہیں کہ انگلش کی propagation کیلئے جو کچھ ہم کر سکتے ہیں پوری دنیا میں کریں گے۔ اور اس میں انگلش ہائی کمیشن کے ساتھ رابطہ کرنا پڑیگا۔ اسی بہانے وہ اپنے گورنمنٹ سکولوں میں انجی اساتذہ کو ٹریننگ دیں چھٹیوں کے دوران۔ چلو ایک سے پانچویں تک پڑھانا اتنا مشکل نہیں ہے اگر ہم نے سفارشیوں کو بھرتی نہ کیا ہو۔ یا اُن لوگوں کو بھرتی نہ کیا ہو جنہوں نے پیسے دیکر پوٹھیں لی ہوئی ہوں۔ تو میری گزارش ہے میں ایوان سے request کرتا ہوں اور قائد ایوان پر میں بالکل زور دیتا ہوں کہ اس قرارداد کی حمایت کریں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ کسی اور صاحب نے بولنا ہو۔ بسم اللہ کا کڑ۔

جناب بسم اللہ خان کا کڑ: شکریہ جناب اسپیکر میں نے اسلئے وہ لیا کہ نو شیر و اونی صاحب کے میں بھی اس کے محک ہوں۔ پہلے ایک وضاحت میں کروں جناب اسپیکر صاحب جو عدیہ کے حوالے سے جھوں کے حوالے سے میری قرارداد تھی اُس کو آج میں نے صرف پرائیویٹ ڈے ہونے کی وجہ سے درخواست دی تھی کہ وہ سرکاری کارروائی کے دن کے لئے رکھا جائے۔ اُس کو میں نے ایسا نہیں لیا تھا کیونکہ آج پرائیویٹ ڈے تھا۔ جناب اسپیکر! تعلیم ہم سب تعلیم کی اہمیت اور تعلیم کے بالخصوص اس صدی میں تعلیم کے حوالے سے جو تبدیلیاں ہوئی ہیں اُس سے تو کوئی انکار نہیں کریگا۔ لیکن اگر ہم اپنے نظام تعلیم کے مضی پر نظر ڈالیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انگریزوں نے اس خطے میں برصغیر میں اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کیلئے یہاں دھرا معاشر تعلیم مسلط کیا تھا۔ ایک وہ طبقہ تھا عام آدمی جن کو اُس وقت عام لوگ جو صرف پانی نکالنے یا فصلیں کانے والے تھے اُن کے لئے انہوں نے اُردو میں instruction رکھا، اور ایک شرفاء جن کے بچوں کے لئے انگریزی میں تعلیم تھی

کہ وہ حاکم بن سکے اور وہ وہی سلسلہ آج تک چلا آ رہا ہے۔ آج کے اس دور میں کوئی انگریزی زبان کی آفادیت سے سامنے کے حوالے سے ٹینکنا لو جی کے حوالے سے میدی میسن کے حوالے سے انکار نہیں کرتا اور ہر وہ شہری جس کو تھوڑی بہت استطاعت ہو وہ کوشش کرتا ہے کہ اُس کا بچہ اُس ادارے میں پڑھے جہاں انگلش میڈیم ہو، جہاں وہ انگریز بہتر طور پر سیکھ سکے۔ اس لئے آپ انگریز ہوتے ایک شاعر کی اُس میں ہے۔ (جہاں دیکھتا ہوں تو ہی تو ہے) آپ اسمبلی کی کارروائی دیکھیں آپ میں الاقوامی سلطھ پر رابطے کے لئے دیکھیں آپ اسٹاک ایکچن کو دیکھیں آپ انٹرنیٹ کے حوالے سے دیکھیں جہاں جہاں آپ دیکھیں گے اس زبان کی آفادیت اس وقت میں الاقوامی طور پر علم کے حوالے سے سامنے کے حوالے سے ٹینکنا لو جی کے حوالے سے تعلیم کی جا چکی ہے۔ اور یقینی بات ہے کہ ہر وہ شخص باشندہ جو اپنے بچے کو پڑھانا چاہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ میرا بچا اس زبان پر عبور حاصل کر سکتا کہ آنے والے جدید دور کے تقاضوں کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن ہمارے ملک میں جہاں 80 فیصد آبادی کے بچے پر ہتھے ہیں سرکاری اداروں میں وہاں یہ زبان نہیں پڑھائی جاتی ہے، یہ صرف پرائیویٹ اداروں میں اور پیک اداروں میں جہاں 90 فیصد آبادی کے لوگ afford نہیں کر سکتے کہ ان کے بچے وہاں جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم بیاند ہوتی ہے، تعلیم حق ہے بیاندی حقوق میں آتی ہے ہمیں اپنے صوبے کے عوام کو صوبے کے نوے فیصد غریب عوام کے بچوں کو یہ موقع دیتے ہوئے سب سے زیادہ اپنے اس حکومت کا قابل فخر کارنامہ یہ ہو گا۔ کہ ہم صوبے کے ہر باشندے کے بچے کو یہ حق دیں کہ وہ اس زبان میں تاکہ وہ مقابلے میں آ سکے۔ میں اس چیز پر زور دوں گا اور اس کو اور ویسے کبھی تعلیم کا جیسے جان صاحب نے فرمایا تعلیم کے حوالے سے آج بھی ایک discussion ہوئی کہ کم از کم یہ وہ ڈیپارٹمنٹ ہو جس کو ہم کسی قسم کی اپنی سیاسی اُس سے بالاتر رکھیں اور اس کو ہم آگے بڑھا میں اور اس صوبے کو سنوارنے کے لئے اور اس صوبے کی ترقی کیلئے اس صوبے میں ہر حوالے سے تجھنک کیلئے تعلیم ہی ہماری مدد کر گی اور اس حوالے سے میں اس قرارداد پر زور دیتے ہوئے جناب قائد ایوان سے گزارش کروں گا کہ ہمارے اس ملک اور صوبے کے گھمیبیر مسائل کے حل کیلئے تعلیم کو موثر بنانے کے لئے یا انتہائی ضروری ہے کہ اس کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔ اسلئے میں ایوان کے تمام معاشر کان سے گزارش کروں گا کہ اس صوبے کے تمام لوگوں کے بچوں کو یہ حق دلانے کیلئے اس قرارداد کی تائید کریں گے اور جناب قائد ایوان بھی تمام جہاں جہاں سے غیر ضروری ہمارے ڈیپارٹمنٹ اور اخراجات ہیں وہ سب کاٹ کے بھی اگر ہمیں اس صوبے کے غریب لوگوں کے بچوں کو یہ موقع دینا پڑیں، ہمیں کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب اپسیکر: شکریہ جی۔ جی گھنی صاحب۔

میر محمد اسلم گھنی: جناب اپسیکر! جہاں تک اس قرارداد کی اہمیت ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اس میں انگریزی زبان جس کی اہمیت ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ جو موجودہ ہمارے ملک میں نظام تعلیم رانج ہے اس میں زبان کا مسئلہ ابھی

تک حل نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ ایک طرف ماہرین تعلیم یہ کہتے ہیں کہ مادری زبان پر انگریزی ابجکیشن میں دینا بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ جس پر کھنی غور نہیں کیا گیا۔ دوسری طرف قومی زبان کا مسئلہ آتا ہے کہ جناب اس ملک میں قومی زبان چاہیے لہذا پر انگریزی میں مادری زبان کی ضرورت نہیں جہاں مختلف زبانیں ہیں مختلف قومیں آباد ہیں بلکہ شروع سے ان کو قومی زبان سیکھائی جائے۔ اور آگے جو ہمارے ہاں یہاں ٹریننگ کا سسٹم ہے تعلیم کا نظام ہے اُس میں میں سمجھتا ہوں انگریزی اپنی جگہ پر پرائیویٹ سکولوں کو چھوڑ کے جس میں جمالی صاحب نے کہا کہ وہ گرامر سکولوں میں پڑھ چکے ہیں اور بات ہے لیکن عام ہمارے جو گورنمنٹ سکولز ہیں وہاں تو ہمارے پچھے نہ انگلش جانتے ہیں اور نہ اردو، وہ گوئے پیدا کر رہے ہیں ہم۔ اور اس صورت حال میں اگر ہم انگریزی رائج کریں آیا یہ موجودہ جو ہمارے ٹیچرز صاحبان کی جو فوج جو ہم نے جمع کی ہوئی ہیں جو اردو پڑھانا نہیں جانتے وہ اگر بھی بچوں کو انگریزی پڑھانا شروع کر دیں تو وہی مجھے شعر یاد آیا۔ (فارسی) نہ تو وہ گرامر والا بینیں گے اور نہ کچھ سکھیں گے۔ میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ پہلے سے گورنمنٹ کوچا ہیے کہ یہاں کوئی ٹریننگ کا سسٹم ٹیچرز میں لازمی کر دیں تاکہ انگریزی میں وہ ماہر ہو جائیں اور اس کے بعد یہ مسئلہ ہے کہ پھر وہاں انگریزی ابجکیشن میں شروع کیا جائے۔ کیونکہ ہمارے ہاں پر انگریزی میں قصہ سناتا ہوں سیکرٹری ابجکیشن کے ساتھ میں بیٹھا ہوا تھا ایک آدمی آیا کہ میں جسے وی ٹیچر ہوں میراث انسفر کریں۔ تو سیکرٹری صاحب نے کہا کہ آپ بتائیں جو آپ کہتے ہیں کہ میں جسے وی ٹیچر ہوں اس کا مجھے پور الفاظ بتا دیں میں ابھی آپ کو ثانفسفر کرو دیتا ہوں۔ اُس کو یہ پتہ نہیں تھا کہ جسے وی ٹیچر ہے کیا۔ لیکن وہ کہہ رہا ہے کہ میں جسے وی ٹیچر ہوں۔ حال تو ہمارا یہ ہے میں تجویز دیتا ہوں کہ پہلے ہم ٹریننگ دے دیں اور لازمی کر دیں ٹیچرز کیلئے ملازمت میں ٹریننگ میں۔ جب وہ صحیح ہو جائیں پھر ہم انگریزی شروع کریں۔ اسلئے میں مخالفت بھی نہیں کر رہا ہوں میں اس قرارداد کی حمایت کر رہا ہوں لیکن کچھ مشکلات جو ہمارے تعلیمی نظام میں پیش ہیں ان کو حل کئے بغیر ناممکن ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ کچھ وقت ہے نماز کے وقفے کیلئے۔ جی

مولوی امیر زمان (سینئر صوبائی وزیر): جناب اسپیکر پہلے بھی ہم نے گزارش کی کہ یہاں لوڈ اسپیکر ہے وہ اگر آپ لگادیں تو کوئی مشکل نہیں ہوگا۔ جب یہاں ہو جائے تو وقفہ کریں۔

جناب اسپیکر: بہتر ہے۔ اس کو دیکھ لیں گے سیکرٹری صاحب اگر اس کا اہتمام ہو سکے تو بہتر ہے اچھی تجویز ہے۔ جی
عبدالرجیم خان مندوخیل۔

جناب عبدالرجیم خان مندوخیل: جناب اسپیکر۔ مشترکہ قرارداد نمبر 34 جو سلم اللہ خان کا کڑ اور میر جان محمد خان جمالی صاحب نے پیش کی ہے اور اس میں آخری جو قرارداد کا main substantive وہ یہ ہے کہ لہذا حکومت آبادی کے تمام طبقوں کو برابر لانے کے لئے سرکاری سکولوں میں بھی پر انگریزی سطح سے ہی انگریزی زبان کی درس و تدریس کا فوری

اقدام کرے۔ میں محرک ہوں۔ وہ یہ ہے کہ لہذا حکومت آبادی کے تمام طبقوں کو برابر لانے کے لئے سرکاری سکولوں میں بھی پرائمری سطح سے ہی انگریزی زبان کے درس و تدریس کا فوری اقدام کریں اس میں ہمیں موقع دیا کہ بات کریں۔ اصل میں تعلیم ایک بنیادی نقطہ کے تعلیم آج، ہم سب متفق ہیں کہ ایک ایسا شعبہ ہے یا ہمارے گھر کی اخراجات میں وہ مدد ہے جس پر خرچ کسی صورت میں کم نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ اگر ممکن ہے وہ دیا جائے۔ آج اس پر تقریباً بول رہا ہے۔ سوال اصل میں یہ ذریعہ تعلیم مسئلہ ہے کہ ذریعہ تعلیم کیا ہونا چاہیے؟ اور پھر یہاں جو بالخصوص انگریزی زبان کے بارے میں بات کی۔ کہ انگریزی زبان کی ایک اہمیت۔ اُس کے لیے انگریزی زبان کو تدریس میں شامل کیا جائے پرائمری تک۔ اس پر محترم دوستوں نے مختلف حوالوں سے بات کی۔ جناب والا! ہونا یہ چاہیے تھا جب انگریز چلے گئے ہم آزاد ہوئے تو پہلے سے یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ ہمارے ملک میں عام ذریعہ تعلیم اس پر بھی دنیا کے عالم متفق ہیں کہ تعلیم کا ذریعہ جو ہیں سب سے بہترین ذریعہ مادری زبان ہے۔ یہ ایک بنیادی چیز ہے جناب۔ اس کے ذریعے لوگ ترقی کرتے ہیں اور اسی لئے آپ آج دنیا میں وہ سب قویں مثلًا چین ہے، کوریا ہے، دوسرے ممالک ہیں، عرب ممالک ہیں ان کی ہم سے خاص وہ یہ ہے کہ وہ اپنی مادری زبان میں تعلیم دیتے ہیں۔ ذریعہ تعلیم مادری ہے۔

جناب اسپیکر: اذاں کامغرب کا وقت ہو گیا ہے۔ تو اذان شروع ہونے والی ہے تو میں 20 منٹ کا وقفہ دیتا ہوں۔

(وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب اسپیکر: شکریہ۔ قرارداد نمبر 34 پاس ہوئی۔ جان جمالی صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 35 پیش کریں۔

میر جان محمد خان جمالی: سر! وہ ”شام کا وہ وقت آگیا ہے کہ ہر چیز منظور ہو جائے گی۔ کیوں دیر کرتے ہو انتظار کس بات کا؟“ اچھا! سر! میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ اسلامی جمہوریہ ایران سے آٹا اور دیگر ضروریات زندگی کی کئی اشیاء خصوصاً بلوچستان کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے فوری طور پر درآمد کرنے کی اجازت دی جائے۔ جس سے نہ صرف زر مبادلہ کی بچت ہو گی بلکہ بلوچستان کے عوام خصوصاً پسمندہ علاقوں میں کم قیمت پر اشیائے ضرورت مہیا ہو سکے گی۔ اور ساتھ ساتھ اسلامی جمہوریہ ایران کے ساتھ ہمارے درمیان موجود صدیوں صدیوں پرانے نہیں، ثقافتی، سماجی اور برادرانہ تعلقات مزید مختکم ہوں گے۔

جناب اسپیکر: قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ اسلامی جمہوریہ ایران سے آٹا اور دیگر ضروریات زندگی کی کئی اشیاء خصوصاً بلوچستان کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے فوری طور پر درآمد کرنے کی اجازت دی جائے۔ جس سے نہ صرف زر مبادلہ کی بچت ہو گی بلکہ بلوچستان کے عوام خصوصاً پسمندہ علاقوں میں کم قیمت پر اشیائے ضرورت مہیا ہو سکیں گی اور ساتھ ساتھ اسلامی جمہوریہ ایران کے ساتھ ہمارے درمیان موجود صدیوں

پرانے مذہبی، ثقافتی، سماجی اور برادرانہ تعلقات مزید مستحکم ہوں گے۔ میں محکم سے گزارش کروں گا کہ وہ اس پر کچھ بولنا چاہیں تو ارشاد فرمائیں۔

جناب اسماعیل اللہ خان کا کڑ: جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے۔ میں صرف یہ چاہوں گا کہ اس میں لکھا ہے آٹا اور دیگر ضروریات زندگی تو اپنی وضاحت میں یہ بھی واضح کریں کہ یہ دیگر ضروریات کی بھی وضاحت کریں۔

میر جان محمد خان جمالی: کامیکلیس commodities کا تو میں نہیں کہہ رہا ہوں کہ دیگر ضروریات ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ divert کر کے اُس بات کو، مثلاً کہ اگر گیس سلنڈر ہے، فروٹ ہے، کپڑا ہے، تیل ہے۔ وہ اسلئے ٹھہرار ہے ہیں کہ فروٹ۔ جب اوپن ٹریڈ دنیا میں آگئی ہے۔ یہ بحث میں مجھے ڈالنا چاہتے ہیں لیکن میرے دوست کہتے ہیں کہ جلدی منظور کرو۔ کیونکہ کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ ہم زر مبادلہ بچائیں گے۔ سر! دوستوں کی یہ کیفیت ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمیں منظور ہیں۔ منظوری کی کیفیت میں نہیں ہیں آپ۔ تقریریں کرنے کی کیفیت میں ہیں تو پھر بتائیں۔ تزمیم۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے اس قرارداد کے ذریعے کہ آدمی کو جو ضرورت ہو، دیکھیں ہم پاکستان بننے سے پہلے بھی ہماری تجارت افغانستان اور ایران کیسا تھا ہوتی تھی۔ چاہے یہاں سے تھوڑی گندم چلی جاتی تھی اور وہاں سے خشک میوه آ جاتا تھا، قائم آتے تھے، گھوڑے اور چخروں اور اونٹوں کی ٹریڈ بھی ہوتی تھی۔ یہی ایران کے ساتھ، یہی مسقط اور اومان کے ساتھ کوئی نئی باتیں تو نہیں ہیں۔ وہی یورپ کل تک جرمنی، فرانس ایک دوسرے کے ساتھ جنگیں لڑی ہیں انہوں نے وہ بن گئی ہیں، بارڈرنیہیں ہیں کشمکش نہیں ہے۔ یہاں رکاوٹیں ہیں، گندم آتی ہے تو آسٹریلیا سے، پتے نہیں، وہ فوڈ منسٹر ہی بتا سکتا ہے کہ اس میں وجہ کیا ہے۔ کیا چار جز ہیں، کیا ریٹ ہے۔ گزارش یہ ہے جب پڑوں میں ایک چیز مل رہی ہے ضروریات زندگی، مہنگائی کمر توڑ ہے، مہنگائی تو اتنی ہے کہ ہم ایم پی اے ہی Golden Handshake (گولڈن پینڈ شیک) کیلئے قرارداد تھوڑے دنوں میں لانے لگے ہیں۔ جیسے فرنٹنیگر کے ایم پی ایز لار ہے ہیں۔ کہ نہ فنڈ ز ہیں، نہ ترقی ہے، پیسے نہیں ہے۔ تو ہمیں گھر چلانا چاہیے۔ میں اور اسماعیل اللہ تو تیار ہیں کہ کچھ پسیے دیں کہ ہم اپنی پیشان لے کر کے سو جائیں۔ یہ ہے زندگی کی حقیقتیں میری گزارش ہے۔ ہم جس حالت میں آئے تھے اُسی حالت میں جائیں گے۔ جو جس حالت میں جائیں وہ مرضی والے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ پڑوں قریب جو چیزیں ہوتی ہیں، وہاں سے آپ روزانہ زندگی کی ضروریات کی چیزیں منگواہیں اور اپنی بھی ادھر بھیجیں چیزیں۔ یہ جو کشمکش کے لوازمات ہیں یہ نہ ہوں۔ روزانہ استعمال کی چیزیں یہ ہیں آٹا، گھنی، گیس سلنڈر، انڈا۔ اسماعیل اللہ خان کو فکر نہیں ہوئی چاہیے۔ جیسے جناب مجھے فکر ہے کہ میراثاںی چاول کدھر جائیگا، جوشی چاول میں افغانستان بھیجا چاہتا ہوں۔ حاجی بہرام سے سودا بھی کرنا چاہتا ہوں کہ یار بھیجو اس طرف۔ لیکن اسلام آباد والے اجازت نہیں دے رہے ہیں۔ اسلام آباد والوں کی جب خوراک وزراعت مکمل نہیں کر سکے تو کیسے وہ اجازت دیں گے۔ حقیقتیں ہیں سب سمجھ رہے ہیں۔ نہ بھی رہے ہیں اور خوش بھی ہو رہے ہیں۔ شکر یہ۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ جی سردار کھیتر ان صاحب بولنا چاہتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتر ان: اس قرارداد میں خصوصاً آٹے کا ذکر ہے تو میں معزز فوڈ منسٹر صاحب سے ذکر کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں کہ آثار آمد کرنا چاہیے یا نہیں۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ جی جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے جان محمد خان جمالی صاحب کی قرارداد پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! انہوں نے جو ایران سے آٹا اور دیگر ضروریات زندگی کی کئی اشیاء خصوصاً بلوچستان کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے فوری طور پر درآمد کرنے کی اجازت دی جائے۔ جناب! ایک پہلو بالکل یہ ہے کہ ایسے ہی ممالک صوبے، علاقے یہ ایک دوسرے کے تعاون سے تجارت، ایک دوسرے کی پیداوار کو exchange، ایک دوسرے کی مدد بھی کر سکتے ہیں اور مشکلات بھی حل کر سکتے ہیں۔ اور یہی رہا ہے یہاں ہمارے تمام ریجن کا۔ لیکن اس وقت جو ایک اضافی بات جیسا کہ ایران میں پیڑوں بڑا استہان ہے اور ہم جو پیڑوں پتہ نہیں کس indirect طریقے سے لارہے ہیں اور پھر یہاں اس پر کیا طریقے ہیں۔ اُسکے لئے ایسے arrangement ہو سکتی ہے یا دوسرے ایسی بہت سی چیزیں۔ مثلاً گندم کی بات انہوں نے کی ہے۔ اب گندم آسٹریلیا سے کیا منطق ہے، یہ بات صحیح ہے۔ یعنی ہم اگر ریجن میں اپنی تجارت کا انتظام کریں عرب ممالک، ایران، افغانستان اور سینٹرال ایشیاء اپنا انتظام کریں۔ اور ہم اگر، جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ صوبائی خود مختاری اگر ہمیں صوبائی خود مختاری حاصل ہوتی تو اس میں تجارت کے بارے میں بھی ہمیں شیئر کرنے کی بات ہوتی۔ ہم پالیسی میلنک میں شامل ہوتے۔ لیکن بدقتی سے تجارت کے بارے میں تمام پالیسیاں اسلام آباد میں بنائی جاتی ہیں۔ اور ان کا بالکل اپنا ایک اور interest ہے۔ اب یہ basically principle میں اسکی وہ تائید کرتا ہوں۔ لیکن اس وقت ہم لیتے ہیں ایسی۔ یہ قرارداد جس طرح formulate کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر اجازت دے دیں تو اس میں ہم شریک نہیں ہیں۔ پالیسی میلنگ میں اور ایران کی طرف سے آپ نے میوہ مثلاً وہ فرمائے ہیں جان جمالی صاحب کہ سب لوگ میوہ نہیں خریدتے ہیں یہ صحیح ہے۔ لیکن یہاں اس صوبے کی پروڈکشن ہے اور یہ پروڈکشن اگر آپ خارجی مال ایسے ہی چھوڑ دیں تو یہ پروڈکشن مارکیٹ میں بالکل ختم ہو گی اور اس کا نقصان۔ اور اسی طرح سبزی اسی طرح بہت سے چیزیں تو اس کے بارے میں بہت سی چیزیں ہمارے، بلکہ میں یہ کہوں کہ یہ کشم کے جو قوانین ہیں، آج کل امریکہ نے، آئی ایف نے جو ہم پر زور لگایا ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنے بارڈر زکھوں دیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ یورپ والے آپس میں اگر بارڈر رکھوں دیں۔ یورپ والوں کے، دنیا میں ان کے پنج گاؤں ہوئے ہیں۔ وہ آپس میں communicate کر کے بلکہ ایک روپیہ بھی بنا سکتے ہیں یعنی ایک کرنی بنا سکتے ہیں۔ لیکن ہم تو ایک developing ممالک ہیں۔ ہم تو ایک صوبہ ہیں۔ ہمیں جو کوئی ابھی

پاکستان نے، آئی ایم ایف نے ہدایت دی ہے کہ آپ ڈیوٹیز کم کریں ٹیرف کم کریں۔ اور ابھی یہ فیشن بنا ہے لوگ show کر رہے ہیں کہ ٹیرف کم کریں لیکن ٹیرف کر کے حتیٰ کہ پنجاب کے صنعت کار فریاد کر رہے ہیں کہ بابا ٹیرف ایسا کم نہ کریں کہ ہماری انڈسٹری کو آپ collapse کریں۔ یہ تو آپ نے ہماری ملکی صنعت ملکی زراعت یہ ملک پروڈکشن کے لئے ٹیرف کا ایک سسٹم ڈولپمنٹ کے لئے ضروری ہے۔ اور آج کل آئی ایم ایف اور دوسرے مالک ہمیں اس راستے پر لارہے ہیں، جو ان کے لئے فیشن ہے، وہ ہمارے لئے آج نہیں ہے۔ تو اس میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہم اس بنیاد پر میں مخالفت کرتا ہوں۔ ورنہ میں اس حوالے سے حمایت کرتا ہوں۔ اگر صوبہ یا اس کو ایسا amend کرے۔ کہ اسلام آباد میں صوبائی خود مختاری میں یہ طریقہ نکالا جائے کہ یہاں کا صوبہ تجارتی پالیسی بنانے میں ریجن کے ساتھ اور ایران کے ساتھ پالیسی بنانے میں اُسکو اختیار ہو۔ اور اس طرح پھر واقعی ہم، انگریزی میں کہتے ہیں mutually interest اور، mutual benefits کی بنیاد ایک دوسرے کو فائدہ دے کر ایران کو ہم فائدہ دیں اور ایران ہمیں فائدہ دے دے۔ اسی طرح افغانستان، سینٹرال ایشیاء، ریجن اور عرب مالک بلکہ ابھی جو کارگو بن گیا ہے یہ جو فلائٹ جو شارجہ جا رہے ہیں ادھر ادھر۔ اُس میں ہماری سبزی اور ہمارا فروٹ دوسرے ہمارے پروڈکشن، تو میں موجودہ formulation سے میں اختلاف کرتا ہوں۔ ورنہ اس کو اگر ترمیم کر کے ہمارے دوست اس طرح رکھیں کہ اس میں ہم پورا ہاؤس متفق ہو جائے۔ یا اس کو ڈیفر کر کے آنے والے جو دن ہو، پرائیویٹ قرارداد کی، اُس میں ہم باقاعدہ اچھا formulation کریں۔ اور واقعی متفقہ طور پر کوئی قرارداد پاس کریں۔ جو ہمارے باہمی فائدہ میں ہو۔ مہربانی۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ جی جناب احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: شکریہ جناب اپیکر صاحب۔ جناب والا! قرارداد جو جان جمالی صاحب کی طرف سے پیش کردی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں لیکن جس طرح باقی دوستوں نے ترمیم کے ساتھ حمایت کی، میں بھی کچھ تراہیم کے ساتھ اس کی حمایت کرتا ہوں۔ جناب والا! اس میں خصوصاً آٹا کا ذکر کیا گیا ہے۔ جناب! ہم ایران سے وہ چیزیں مانگیں جو ایران کے اندر خود پیدا ہوئی ہیں جو ہمیں دے سکتا ہو۔ جناب والا! گندم ایران خود import کر رہا ہے باہر سے، خوردنی تیل ہے وہ ایران خود باہر سے import کر رہا ہے۔ تو بارڈر ٹریڈ کی جہاں تک بات ہے ہم اُس پر زور دیں کہ بارڈر ٹریڈ ایران ہمارے ساتھ کریں۔ جس طرح کے ترکی اور ایران کے بارڈر سے بارڈر ٹریڈ ہوتی ہے۔ لیکن وہاں وہ چیزیں رکھی جاتی ہیں جو ایران کی اپنی پیداوار ہیں۔ اور اس طرف سے وہ چیزیں رکھی جاتی ہیں جو ترکی کی اپنی پیداوار ہیں۔ بارڈر ٹریڈ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم باہر سے import کر کے ایران کو دے دیں اور ایران باہر سے import کر کے اپنے عوام کے لئے سبیڈ ائزڈریٹ پر وہ عوام مستالم رہا ہے اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ایران باہر سے import کر کے اپنے عوام کے لئے سبیڈ ائزڈریٹ پر وہ عوام

کو آٹا دے رہا ہے، اسلئے وہاں اُس کاریٹ کم ہے۔ لیکن اگر ایران اُسی حساب میں ٹیکس لگا کے ہمیں export کر کے دیں تو اُس کیلئے ممکن نہیں ہے۔ لہذا امیری گزارش ہے کہ ہم یہاں وہ آئیٹم رکھیں جو ایران کے لئے ممکن ہو، ہمارے لئے ممکن ہوا در بنیادی چیز یہ ہو کے بارڈر ٹریڈ جو ترکی اور ایران کے درمیان ہو رہی ہے اسی انداز میں ہم اپنے بارڈر پر ایسے ہی منڈیاں قائم کر کے ایک دوسرے کے ساتھ بارڈر ٹریڈ کریں۔ شکریہ جی

جناب اپیکر: شکریہ۔ جی جعفر خان مندوخیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اپیکر۔ جان جمالی صاحب آج قراردادوں پر آگئے ہیں، شام کے میرے خیال میں سات نج گئے ہیں، لگتا ایسا ہے کہ کھانا بھی ادھری کھائیں۔ ایران سے جو انہوں نے لکھا ہے کہ آٹا اور دیگر ضروریاتِ زندگی۔ آٹے کی وضاحت جو میں کرنے والا تھا لیکن معزز ممبر احسان شاہ صاحب نے کر دی ہے کہ اگر import آپ officially آپ import کریں گے۔ وہ خود ہی That will be too higher than this کر رہے ہیں ڈالر کے حساب سے۔ وہ انکو بھی تقریباً 15 سوروپے میں پاکستانی روپے میں بوری پڑتی ہے۔ یہ تو اس کو سببیڈاً ایسے کر کے جیسے ہم سببیڈاً ایسے کر کے دے رہے ہیں، ہم باہر سے منگوار ہے ہیں 15 سوروپے فی بوری اور ادھر لوگوں کو آٹھ سو نو سوروپے پر دے رہے ہیں۔ وہ افغانستان سمگل ہو کر ان لوگوں کو ستا پڑتا ہے۔ اسی طرح اُسی طریقے سے ایران کو آٹا جو ہمارے پاس آتا ہے وہ اسمگلنگ میں ستا پڑتا ہے کیونکہ وہ مارکیٹ سے اٹھا لیتے ہیں۔ اگر export کریں یا ہم لوگ import کریں وہ شاید اس ریٹ میں جوانٹرنسٹن ریٹ ہے اُسی پر ملے گا۔ دوسری بات جو دیگر اشیاء ہیں وہ ذرا اس لحاظ سے میں کہوں گا کہ اُن میں بھی classification ہونی چاہیے کیونکہ ہمارے جو صوبے کی بنیادی جو سب سے بڑا روزگار جو فرائم کر رہے ہیں وہ زراعت سے ہے۔ اور ہماری زراعت کا سوائے نصیر آباد جہاں crops ہوتی ہیں پٹ فیڈر علاقہ۔ بقیا اس بیبا غات اور ان چیزوں پر ہیں، سبزیات پر ہیں۔ تو وہ آج کل ایران کا جب آتا ہے اسمگل ہو کر ہم سے ادھر ستا پڑتا ہے۔ لہذا لوکل آپ کے جوز مینڈار ہیں وہ مارا جائیگا، پہلے ہی وہ بھلی کا بل ادا نہیں کر سکتے ہیں اُس کے بعد اگر یہ اجازت ہم نے دے دی ہے تو لوکل جو سیب، فروٹ بھیجتے ہیں سبزیات بھیجتے ہیں وہ مارا جائے گا۔ وہ جو ہمارا واحد روزگار ہے۔ تو اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو وضاحت کر کے دوبارہ لائیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے لیئے نقصان دہ ہو۔ شکریہ۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ جی بسم اللہ خان کا کڑ۔

جناب بسم اللہ خان کا کڑ: جناب اپیکر! پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ دیگر ضروریات میں۔ دیگر ضروریات میں اگر بھلی، پٹریوں اور ڈیزیل اس قسم کی چیزیں ہیں تو یہ قرارداد دوبارہ آسکتی ہے جو ہمیں یہاں سنتی ملے۔ اگر اس سے ہٹ کے جان

صاحب کا کچھ اور مطلب ہو۔ اسی لئے میں seriously کہہ رہا تھا کہ اسکی وضاحت ہو۔

جناب اپیکر: صحیح ہے thank you very much.

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر): جناب اپیکر! ہمارے بھی بنیادی طور پر ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ جو دیگر ضروریات کی بات انہوں نے کی ہے آئے کے متعلق تو ساتھیوں نے وضاحت کر دی ہے۔ بلکہ وہ خود دوسروں سے خریدتے ہیں تو وہی قیمت پر ملے گا۔ تو میرے خیال میں وہ ہمیں نہیں دے سکتے ہیں۔ دوسرا جہاں تک وہ چیز ہے جیسے مثلاً بھلی ہے وہ اگر دینے کے لئے تیار ہے تو بسم اللہ جہاں پیڑوں ہے، ڈیزیل ہے وہ دینے کیلئے تیار ہے تو ہم بسم اللہ کرتے ہیں۔ اور جہاں تک بات کی وضاحت ہے جیسے جان صاحب نے کہا تھا کہ اگری کلچر کے متعلق اسیں میرے خیال میں ہمارا نقصان ہے اگر ہم سب کی اجازت دے دیں۔ اور جان صاحب کیا کہہ رہے ہیں اپنے چاؤں کا مسئلہ پڑا ہے۔ تو آپ بیشک وہاں بیچ دیں لیکن ہمارے زمینداروں کو نقصان نہ پہنچائیں۔ ہمارے زمینداروں کیلئے مسئلہ ہے۔ تو ان دیگر ضروریات کی وضاحت کرنی چاہیے۔ اس قرارداد کو موخر کیا جائے۔ اور ہمارے دو یا تین ساتھی اس کو باقاعدہ طور پر بنادیں تاکہ ایران کے ساتھ ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں اُس پر بھی اثر انداز نہ ہو اور جو ہماری ضروریات ہیں اور یا ایران کی ہم سے ضروریات ہیں۔ اُس کی بھی ایسی چیز ہے کہ ایران کو ضرورت ہے تاکہ اس پر ہم بیٹھ کر کے باقاعدہ طور پر ایک قرارداد بنانے کے دوسرے دن پیش کریں اگر پرائیویٹ ڈے نہ ہو تو سرکاری ڈے میں سرکاری ممبر پیش کریں۔ اس کو موخر کیا جائے۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ جی جان صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: تو دوستوں کی اس رائے سے یہ اندازہ ہوا ایک تو اس سلسلے میں رائے آئی چاہئے یا قرارداد آئی چاہئے، اس پر پورا ایوان متفق ہو، پہلا جو یہ ہوا، جو بھی اسکا مقنن بتا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ اسلام آباد میں پالیسی میکنگ میں بار ڈر ڈریڈ کا نام اُس کو دے دیجئے یا ڈر ڈریڈ کا نام دے دیجئے۔ اُس میں ہماری نمائندگی لازمی ہو۔ یہ دوسری بات بلوچستان کے لوگوں کی نمائندگی۔ تیسرا یہ ہے کہ چیزوں کی وضاحت کی جائے یہ detail۔ تو آپ سے گزارش کروں گا کہ اس سیشن کے دوران ہی ہمیں ہفتے کی مہلت دے دیں کہ ہم سارے مل بیٹھ کے ایک متفقہ قرارداد لائیں، ہم اور اپوزیشن پیچھر۔ پھر وہ ہم ایوان سے پاس کرائیں۔ اس میں سر! گزارش ہے کہ مولانا امیر زمان صاحب وقت نکالیں، بسم اللہ خان اور عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

جناب اپیکر: اس میں آپ معزز اکائیں کی آراء سننے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یقیناً اس قرارداد میں کچھ ایسی چیزیں ہیں اگلے صحیح کرنا ہو گا۔ اور جیسے کہ اس پر بڑی مفید آراء آئی ہیں، تو انکو پیش نظر رکھتے ہوئے میں مولانا صاحب کی سربراہی میں ایک چھوٹی سی کمیٹی تشکیل دینا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی کمیٹی بنا کر اس قرارداد کو الگ کیلئے لے آئیں۔ انشاء اللہ

اس کو مشترک کر کے ہم پاس کریں گے۔ مولانا صاحب! آپ خود اپنی تین رکنی کمیٹی بنالیں چوتھا آپ خود ہو گے۔ اور اس قرارداد کو صحیح کے ساتھ آنا چاہیے۔

سینئر وزیر: اس میں جان صاحب ہیں، عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب اور بسم اللہ خان۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! آپ سے میں نے کہہ دیا ہے۔ آپ جس کو بنانا چاہتے ہیں بنا دیں۔ لہذا ان آراء کے بعد میں اس قرارداد کو موخر کرتا ہوں۔ اگلی قرارداد جناب عبدالرحیم خان مندوخیل قرارداد نمبر 39 پیش کریں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: قرارداد نمبر 39۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چونکہ صوبائی دارالحکومت کوئئے کے ملازم میں آئے دن مہنگائی اور رہائشی مکانات کے زائد کرایہ جات اور دیگر سماجی اخراجات کے بوجھ تک دبے ہوئے ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کے دیگر اضلاع کے طرز پر ضلع کوئئے کے تمام ملازم میں کے لئے بھی چالیس فیصد اسپیشل الاؤنس کی منظوری دی جائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد یہ ہے کہ چونکہ صوبائی دارالحکومت کوئئے کے ملازم میں آئے دن مہنگائی اور رہائشی مکانات کے زائد کرایہ جات اور دیگر سماجی اخراجات کے بوجھ تک دبے ہوئے ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبے کے دیگر اضلاع کے طرز پر ضلع کوئئے کے تمام ملازم میں کے لئے بھی چالیس فیصد اسپیشل الاؤنس کی منظوری دی جائے۔ محکم سے گزارش ہے کہ قرارداد متعلق وضاحت کریں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب اسپیکر! یہ قرارداد میں نے ایسی صورتحال میں پیش کی ہے کہ مجموعی طور پر ہمارے صوبے میں مختلف اضلاع میں ایکپلا یئز، اُن کی جو مختلف تنخواہ کے جو اسکیل ہیں، اُس میں مسلسل مختلف عوامل کو جواز بنا کے تنخواہوں کے مختلف الاؤنسز کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ کبھی یہ ہے کہ ویسے بھی ملک میں کچھ ایسی صورتحال بلکہ کہ ابن ایریا، کبھی جو بڑا دور دراز ہیں، کبھی ٹرائبل ایریا، کبھی فلاں تو کبھی فلاں۔ تو مختلف حالات ایسے رہے ہیں کہ ان ایکپلا یئز کے لئے یہ الاؤنسز، اس کا مسئلہ ہمیشہ رہا ہے۔ اب آخر کار موجودہ گورنمنٹ کے وقت ایکپلا یئز نے مل کر ایک مشترک کے مطالبہ کیا کہ ہمیں ہمارے لااؤنسز کو ایک دوسرے کو یعنی اسکوائیک قسم کا uniform کیا جائے۔ اور اس پر کمیٹی بنی۔ اور کمیٹی نے جو سفارشات دیئے جناب والا! یہ ہمارے پاس ریکارڈ ہے اس کا کہ مختلف پے اسکیل کے لوگوں کی تنخواہ کیسی ہوئی اور انکے کیا الاؤنسز تھے compensatory allowance پھر کی پھر کوئئے شہر کی۔ تو آخر کار گورنمنٹ نے ابھی فیصلہ کیا کہ صوبے کے 26 اضلاع ہیں، اُس میں 25 اضلاع کو چالیس فیصد الاؤنس دیا گیا اُنکی تنخواہوں کا۔ ابھی یہ اپنے طور پر ایک سوال ہے کہ کیا طریقہ کا اختیار کیا جائیگا۔ وہ اپنی جگہ پر۔ لیکن کوئئے کے ایکپلا یئز کے لئے یہ الاؤنس نہیں رکھا گیا۔ اُس میں جو کچھ ہماری سمجھ میں جو بات آئی ہے وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ نے یہ دلیل بنیادی طور پر دی ہے

کہ کوئٹہ کے ایکپلائز پہلے سے بہت سے مختلف مراجعات لے رہے ہیں۔ اب یہاں جب ہم نے اسکواٹڈی کیا تو مجموعی طور پر جناب والا! کوئٹہ کے ایکپلائز کا ایک ہاؤس رینٹ ان کو دیا جا رہا ہے، اچھی الاؤنس ایک ایریا کو، compensatory الاؤنس دوسرا یا ایریا کو، ایسے مختلف اور کوئٹہ کے ہاؤس رینٹ دیا جا رہا تھا وہ بھی 15 فیصد اور مجموعی طور پر فرض کریں وہ Basic Pay گریڈ ایک ہے۔ گریڈ ایک ہے تو اس کے زیادہ سے زیادہ 138 روپے بنتے ہیں۔ خیر جو تفصیل ہے گورنمنٹ اور کمیٹی والے زیادہ جانتے ہیں۔ ایسے ہی اگر ہم اس کو summarize کریں تو یہ بتتا ہے۔ کوئٹہ میں گریڈ 5 کے جو ملازمین ہیں اُسکے تمام الاؤنسز شامل کر کے اُس کی تlixواہ 2 ہزار 6 سوروپے بنتی ہے۔ یہ جو یہاں کہتے ہیں کہ ان کو already مراجعات مل رہے ہیں۔ قلات ڈویژن، سبی ڈویژن، نصیر آباد ڈویژن اور کوئٹہ ڈویژن کے بھی دیگر اضلاع میں گریڈ پانچ کے ملازم کی تlixواہ 2 ہزار 9 سو، یہ ملائکر مختلف الاؤنسز یہ بتتا ہے۔ اور ٹراؤب ڈویژن، مکران ڈویژن، ضلع خاران، کوہاٹ، ڈیرہ بگٹی میں گریڈ پانچ کے ملازم کی تlixواہ تین ہزار دو سو۔ اب یہ ہے مجموعی۔ اب ہمیں وہ گورنمنٹ کیا اس میں انکو زیادہ علم ہے، کوئی اور چیز زیادہ ہے، ورنہ جب ہم ٹولی لیتے ہیں وہ یہ ہے۔ اب کوئٹہ کے لوگوں کا یہ مسئلہ تو ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ کوئٹہ میں کرایہ، یعنی ہاؤس کا، کوئٹہ میں ٹرانسپورٹ، کوئٹہ میں دوسری چیزیں۔ وہ تو ہے 2 ہزار 6 سوروپے میں یعنی اب پانچ گریڈ والا۔ جمالی صاحب نے ایک بات کی کہ ہمیں اسمبلی والے گولڈن ہینڈ شیک لیں گے۔ یعنی اس حوالے سے ہمیں واقعی گولڈن ہینڈ شیک لینا چاہئے، جو ہماری تlixواہ ہے اُس میں 4 ہزار روپے کا کرایہ ہے۔ ڈیڑھ ہزار کا فلاں ڈھائی ہزار روپے بس۔ ہاں اگر دوسرے طریقے جب اختیار کریں گے یعنی earned leave جو اللہ کا فضل ہے۔ اُس کے علاوہ یہاں جب اب جو ہم گزارنے پہنچ سکتے ہیں اسمبلی کے ممبر بالکل دو ڈھائی ہزار روپے مہینے کے آپ کو وہ دال روٹی کے ملے۔ اس سے زیادہ بالکل نہیں۔ جو سارے ہی ڈھائی ہزار روپے ہماری تlixواہ ہیں۔ اب ڈھائی ہزار روپے تlixواہ، اسی طرح 5 گریڈ جوانپے طور پر بڑی اہمیت رکھتا ہے ایک خاص حد ہے۔ تو یہ پوزیشن ہے۔ اسلئے ہم request کرتے ہیں ہمیں امید ہے کہ گورنمنٹ اس مسئلہ کو، پہلے ہی سے گورنمنٹ نے کمیٹی بنائی ہے اور اس کمیٹی میں بھی بلکہ اگر قائد ایوان اور اُن کے نمائندہ سینئر وزیر سے اور دوسرے گورنمنٹ کے، اس کو یہاں ہی اس قرارداد پر اتفاق کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ اور اگر اس پر اتفاق نہیں کریں گے تو پھر اسکوئیں نے reject کروانا ہے۔ اس پر پھر جناب والا! دوسرے دوست بات کریں۔ ورنہ آنے والے سیشن پر اس پر میں تمام دوستوں سے، جو بات نہیں کی ہے اس لئے پھر دوسرے سیشن کیلئے میں تجویز دوں گا۔

جناب اپیکر: تو قواعد کے مطابق ہوگا۔ جی سعید ہاشمی صاحب۔

جناب سعید احمد ہاشمی: جناب اپیکر! میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور حیم مندوخیل صاحب نے بڑی پرمغز تقریر کی اُس میں تمام مواد موجود تھا اور انہی دلائل کی حمایت کرتے ہوئے میں حکومت سے استدعا کروں گا جو کمیٹی بنائی ہے وہ

بھی انصاف کریں اور کوئئے کے ملازمین کو بھی دوسرے ملازمین کی طرح برابر الاؤنس دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ جی مولانا اللہداد خیرخواہ صاحب۔

مولانا اللہداد خیرخواہ: جناب اسپیکر صاحب! وقت کی تنگی کے باعث تمہید یا خطبہ پڑھے بغیر میں یہ کہوں گا جیسے اس قرارداد کے محکم جناب عبدالرحیم خان مندوخیل نے دلائل کے ساتھ اپنے موقف کو پیش کیا تھا میں اُس کی بھروسہ حمایت کرتا ہوں۔ اور اس سے پہلے بھی میں نے کمیٹی کے سربراہ سے جس کا تعلق میرے ہی جماعت سے ہے، یہ شکایت کی کہ جب آپ اس کمیٹی پر کوئی فیصلہ دینے والے تھے تو کوئی کے چارا یم پی ایز میں سے میں واحد ایم پی اے حکومت میں تھا، چاہئے تو یہ تھا کہ مجھے اعتماد میں لے لیتے۔ ابھی مجھے اچھی طرح یاد ہے جب اس سلسلے میں جلوس نکلتے رہے تو ہم گاڑی میں سوار کہیں سے اگر ان کے ساتھ گزر جاتے تو وہ باقاعدہ اشارہ کر کے کوئئے کے چارا یم پی اے مردہ باد۔ تو یہ میں سننا پڑا اور وہ حق بجانب تھے اور وہ کہہ سکتے تھے۔ اسلئے میں گزارش کروں گا کہ کمیٹی کا یہ فیصلہ کوئی قرآن کی آیت نہیں ہے، سعیں ترمیم بھی کر سکتے ہیں۔ کوئی اگر مرکز ہے اور یقیناً مرکز ہے اور اگر مرکز کو نظر انداز کر کے دوسرے علاقوں کا لاحاظہ کیا جائے تو میں کہتا ہوں کہ یہ مرکز کے ساتھ بھی نا انصافی ہے۔ اور اس سلسلے میں یہ بھی شکایت ہے کہ چونکہ اس کمیٹی میں بھی وہی لوگ تھے جن کا تعلق کوئئے سے باہر کا علاقوں کے ساتھ تھا اسلئے ان لوگوں کو کوئی مشکلات کا اندازہ نہیں تھا۔ اسلئے کوئی کے چارا یم پی اے میں سے کسی ایک کو بھی تو کم سے کم اس میں پوچھ لیتے۔ اسلئے ہم نے اس فیصلے کی اُس وقت مخالفت کی اور اب بھی میں گزارش کروں گا کہ اس میں یہ ترمیم لائی جائے کہ کوئی کے ملازمین کو بھی دوسرے علاقوں کے برابر چالیس فیصد الاؤنس دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: مہربانی جی۔ جی بسم اللہ خان کا کڑ صاحب۔

جناب بسم اللہ خان کا کڑ: جناب اسپیکر! میں اس پر ضروری نقطے کہوں گا لوگ کہہ رہے ہیں دیر ہو گئی ہے۔ کمیٹی ضرور فیصلہ کرے، کمیٹی بیٹھی ہوئی ہے۔ لیکن ہمارے جو دوست کوئی ملازمین کا مسئلہ ہے کوئی اس سے مخالفت تو کریگا، کوئی میں سب نے رہنا ہے۔ لیکن ان دوستوں کو اور کمیٹی والوں کو ایک چیز کے بارے میں بھی ضرور سوچنا چاہیے کہ کس طریقے سے ہم ان سرکاری ملازمین کو کوئی سے باہر خدمات دینے کیلئے کوئی attraction پیدا کر سکتے ہیں۔ بالخصوص محکمہ صحت اور محکمہ تعلیم۔ کوئی ڈاکٹر، دوسو ڈاکٹر وڈیرہ صاحب کے اُس پر ہیں۔ روول اپنے گاؤں میں لگائے گئے ہیں اُس میں صرف دس ڈاکٹروں نے وہاں روپڑ کی ہے۔ سب کے سب یہ چاہتے ہیں کہ وہ کوئی میں رہیں۔ ہمارے ہائی سکول بغیر ہیڈ ماسٹروں کے ہیں۔ پانچ سوروں پے تنوہ سے کٹ جانے پر یہ راضی ہیں لیکن کوئی میں رہنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ ہمیں پورے بلوچستان کے میں نے کہا بالخصوص محکمہ تعلیم اور ہیئت خدمتی بنیادی سہولیات کے لئے۔ ہمارے ان دوستوں کو یا جو کمیٹی ہے اُسکو یہ مطالبہ کرتے وقت اس حقیقت کو کسی قیمت پر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ ہم یا تو کوئی میں tenure کہ تین سال کے بعد جو بھی ہیئت خدمتی میں

، ایجوکیشن میں تین سال کوئٹہ میں گزارے گا تو اس کو لازمی طور پر rural areas میں جانا ہے۔ اس حقیقت کو نظر انداز ، بنیادی اس میں وہ بھی یہ تھی کہ کس طریقے سے آپ کوئٹہ کے ملازمین میں ۔ باہر جا کے خدمات کرنے کیلئے ، یا ایک ۔ اور دوسری بات کمیٹی ایک نقطے کو اور رکھے جو چالیس فیصد بڑھا گیا وہ 17 گریڈ تک ہے ۔ ایسے وہ آر ہے ہیں کہ 17 گریڈ والا rural area میں باہر کوئٹہ سے اس کی تخلواہ اپنے جو اس کے اوپر immediate boss ہے 18 گریڈ والے سے بڑھ جائیگی ۔ اس چیز کو بھی کمیٹی کو زیر نظر رکھنا پڑیگا کہ ہیں 17 گریڈ آفیسر کی تخلواہ اپنے اُن سے اوپر کے جو آفیسر ہے 18 گریڈ اس سے بڑھے گا تو اس صورت میں کمیٹی کو یہ نقطہ بھی زیر نظر رکھنا چاہیے جو بھی experts ہے ہیں دو نقطے میں کہنا چاہتا تھا، شکر یہ ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ۔ مولانا امیر زمان صاحب ۔

مولوی امیر زمان (سینئر وزیر): شکر یہ۔ عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے اس کی وضاحت میرے خیال میں خیرخواہ صاحب نے وہ بھی چاہ رہے ہیں ہم اس کی حمایت کرتے ہیں ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس سلسلے میں جب پہلے ملازمین کا مسئلہ سامنا آیا تو حکومت نے ایک کمیٹی تشکیل دی ۔ اُس نے ہر پہلو کو مد نظر رکھ کر کے پھر فیصلہ کیا ہے لہذا اس کے لئے بھی ہم نے ایک کمیٹی بنائی ہے ۔ اس کا میرے خیال میں کل 3 بجے اجلاس ہے تو یہ کوئٹہ کے ملازمین کے متعلق ہر پہلو کو مد نظر رکھ کر جس طرح بسم اللہ خان نے کہا ۔ اب ہمارے اصلاح ہیں اُس میں ڈاکٹر نبیل ہے لیکن 9 مہینے تو ہماری گورنمنٹ کے ہو گئے چار، پانچ ڈاکٹر وہاں ٹرانسفر ہوئے ہیں لیکن وہاں کسی نے بھی رپورٹ نہ دی ہے ۔ تو یہ مشکلات ہیں جیسے بسم اللہ خان نے کہا کہ ہم ہر پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے متعلق ہم فیصلہ کر لیں گے ۔ اگر یہ فیصلہ قرارداد کے ذریعے ہم پر لا گو کیا جائے تو پھر کمیٹی کا فائدہ ہو گا ۔ کمیٹی کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر پہلو کو دیکھیں جو ملازمین کی مراعات ہیں جو گورنمنٹ کے وسائل ہیں جو یہاں کی مشکلات ہیں جو کچھ بھی ہیں وہ سارے سامنے رکھ کر کے پھر اس پر فیصلہ کر لیں اور وہ پہلے والا فیصلہ جو ہم نے کیا ہے وہ تقریباً ایک مہینے کے اندر سارے مواد جمع کر کے تمام اصلاح سے لائے ہوئے ہیں، پھر ہم نے فیصلہ کیا ہے تو انشاء اللہ کل اس پر ہم مواد لا کیں گے سامنے اس پر سوچ لیں گے ہم ملازمین کے خیرخواہ ہیں، اُنکے بدخواہوں میں ہم نہیں ہیں ۔ اور انشاء اللہ ہم اس سے تعاون کر لیں گے ۔ لیکن وہ سارے مواد سامنے رکھ کر کے شروع کر دیں گے ۔ لیکن آخر میں گزارش کروں گا کہ جس نے مخدود کیا ہے آج وہ ایک قرارداد بھی لار ہے ہیں، انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ۔ جی عبدالرحیم مندوخیل صاحب ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب اسپیکر! اس میں یہ بات خاص کر بسم اللہ خان نے جو فرمایا ہے کہ یہ جو کوئٹہ میں سروس کرتے ہیں اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یہ تو گورنمنٹ کا مسئلہ ہے کہ وہ لوگوں کی مختلف جگہوں پر پوسٹنگ اور

ٹرانسفر کریں اور اپنے فیصلوں پر عملدرآمد کروائیں۔ باہر لوگ نہیں جاتے ہیں اور گورنمنٹ والے خود منستر صاحب، سیکرٹری صاحب، فلاں وہاں اُن سے پوچھتے نہیں ہیں، اُن کے رولز ہیں اُن کے قواعد ہیں، آپ انکی services terminate کریں۔ آپ ACR، یہ تو ایک ہیڈ ماسٹر بھی کر سکتا ہے اگر وہ کرنا چاہے، منستر اور سیکرٹری تو بہت بڑی بات ہے۔ لیکن وہ تو پالیسی کا مسئلہ ہے۔ اسلئے یہ مسئلہ اس سے confuse نہیں کرنا چاہئے اُسکا اپنا انتظام ہونا چاہئے۔ رہ گئی یہ بات جو آپ نے کہا کہ اس پر ہم ضروری نہیں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس پر دباؤ ڈالیں ہاؤس کے، اگر آپ اس پر ہیں کہ یہ آپ کی کمیٹی ہے، میں جناب والا! یہ گزارش کروں گا کہ اسکو defer کر دیں۔ اور اُس کے بعد پھر دیکھیں گے ہم اُمید کرتے ہیں کہ آپ رولنگ دین گے۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ معز زار اکین کی تقاریر سننے کے بعد اور سینئر وزیر مولوی امیر زمان صاحب کی آخری تقریر کے بعد جو انہوں نے بڑے ارشاد فرمائے، بڑے صحیح انداز میں۔ اور صوبائی حکومت نے جو اسپیشل کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں، اور جو کل شاید کمیٹی مل رہی ہے جیسے آپ نے فرمایا ہے، میں آج آپ کی اس تاریخ کو اس رپورٹ کے آنے تک مؤخر کرتا ہوں۔ شکریہ بھی۔ اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ 8 نومبر 1997ء بوقت 11:00 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر 54 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆